عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۸ جلد: ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۳۹ مئی 2018 مسلسل اشاعت کے ۵۵ سال

ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور

گجرات میں علماء کنونشن سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب

خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور

ختم نبوت کانفرنس میں منظور شدہ قرار دادیں

ختم نبوت کانفرنس لاہور میں
قائد جمعیۃ کے خطاب کا مکمل متن

اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ

جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا فیصلہ اور جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ

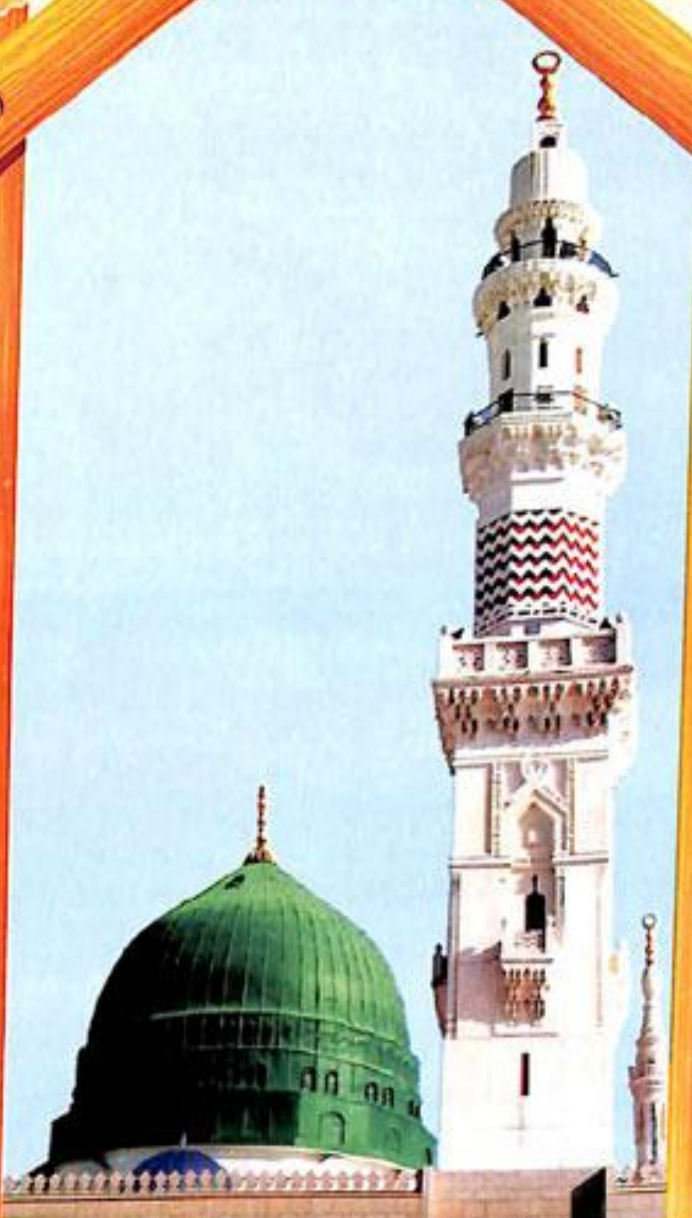

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۸ جلد: ۲۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی

مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

آئینہ

ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور	مولانا اللہ وسایا	03
خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	07
ختم نبوت کانفرنس لاہور میں منظور شدہ قراردادیں	مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی	14
ختم نبوت کانفرنس لاہور سے قائد جمعیۃ کے خطاب کا مکمل متن	خطاب: حضرت مولانا فضل الرحمٰن	16
گجرات میں علماء کنونشن سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب	ادارہ	23
اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ	ادارہ	51
جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا فیصلہ اور جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ	اوریا مقبول جان	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور!

۱۰ رمارچ ۲۰۱۸ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس نے لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا، فیصل آباد ڈویژنوں میں شامل تمام اضلاع کا دورہ کیا۔ جگہ جگہ ضلعی علماء کنونشن منعقد ہوئے۔ ضلعی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ان کمیٹیوں نے آگے تحصیلوں میں کمیٹیاں تشکیل دیں۔ پھر تحصیل کمیٹیوں نے اپنی اپنی تحصیل کے ہر اہم قصبہ اور تھانہ میں اس کام کو وسعت دی۔

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے تمام دینی مدارس، تمام دینی مسلکی جماعتوں کے رفقاء نے اس کام کو عبادت سمجھ کر اس میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ اس کام میں فنائیت کی حد تک منہمک ہوگئے۔ جگہ جگہ دوستوں نے اپنے اپنے طور پر جلسے کئے۔ کنونشن ہوئے۔ خطبات جمعہ پر خطیب حضرات نے اس کانفرنس کے حوالہ سے خطبات ارشاد فرمائے۔ دوستوں نے فلیکس بنوائے۔ بینرز تیار ہوئے۔ ہینڈ بل شائع ہوئے۔ اخبار میں اشتہار دیئے گئے۔ لاہور مرکز سے شائع ہونے والے مرکزی اشتہارات کی تنصیب ہوئی۔ گویا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ لاہور کے گردونواح کے اضلاع کانفرنس کے انعقاد سے قبل ہی کانفرنس کے پنڈال کا منظر پیش کرنے لگ گئے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور فقیر کی کئی ہفتے پہلے وہاں تشکیل ہوئی۔ ہر روز کمیٹی کے رفقاء اور لاہور کے مبلغین اور علماء کرام کے علیحدہ علیحدہ جلسے ہوئے۔ تاجر کنونشن ہوئے۔ وکلاء سے بار روم میں خطابات ہوئے۔ مساجد کے دروس و جلسے اور میٹنگز جگہ جگہ منعقد ہوئیں۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، جناب میاں محمد رضوان نفیس، مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا عبدالخبیر آزاد، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالعزیز، مولانا مفتی عزیز الرحمن، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا قاری علیم الدین شاکر، جناب محمد ابراہیم اور مولانا عبدالنعیم نے تو دن رات ایک کردیئے۔ ان حضرات کے کام کی جوں جوں رفتار بڑھتی گئی عوام کی محبتوں اور محبت بھری تیاریوں کا بھی ٹیمپو رنگ پکڑتا گیا۔ آخری دنوں میں تو لاہور کے در و دیوار فلیکسوں، بورڈوں، بینروں، اشتہارات سے مزین نظر آتے تھے کہ چاروں طرف سے کانفرنس کی تیاری کی بہار ہی بہار نظر آتی تھی۔ لاہور کے قرب میں جھگی نشینوں کا کنونشن بھی منعقد ہوا۔ اس میں مولانا عزیز الرحمن، جناب محمد ابراہیم، مولانا عبدالعزیز نے خطاب کیا۔ ان کا بھرپور وفد بھی کانفرنس میں شریک ہوا۔ ساؤنڈ سسٹم اور بجلی جنریٹروں کا نظم فیصل آباد سے کیا گیا۔

چناب نگر سے صفیں، چادریں، سرہانے اور دیگر سامان کا ٹرک منگوایا گیا۔ اسی طرح لاہور بادشاہی

مسجد کی تمام دریوں اور صفوں کو مصرف میں لایا گیا۔ یوں خدا خدا کر کے مسجد کے وسیع وعریض صحن کو سجا اور بچھا دیا گیا کہ سامعین کو جہاں جگہ ہو نماز بھی آسانی سے ادا کرسکیں اور فرش پر دریاں بچھے ماحول میں تسلی سے کانفرنس سن بھی سکیں۔ اندازہ تھا کہ اجتماع مسجد میں سما نہیں پائے گا تو باہر حضوری باغ، مزار اقبال ؒ، لال قلعہ تک آواز پہنچانے کے لئے سپیکر کا اہتمام کیا گیا۔ گزشتہ کانفرنس کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ سٹیج پر کھڑے خطیب کو مسجد کے نصف کے بعد سامعین نہیں دیکھ پاتے۔ جگہ اتنی وسیع ہے۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ نصف پنڈال تک تو حصہ براہ راست سٹیج کی طرف متوجہ رہ کر کارروائی کانفرنس دیکھ سکے۔ باقی نصف کے لئے وسیع وعریض دو سکرینوں کا اہتمام کیا گیا۔ جس سے مسجد کے آخری کونہ تک کے دوست بھی براہ راست کانفرنس کی کارروائی کا نظارہ کرسکے۔ یوں پوری مسجد کھچا کھچ بھر گئی اور ہر فرد شریک وسامع بھی براہ راست کانفرنس کو دیکھتے رہے۔

۹؍مارچ جمعہ کے روز مولانا قاری عزیز الرحمن رحیمی نے فیصل آباد سے اپنے جامعہ کے رفقاء کی ایک بس کانفرنس کی تیاری کے لئے بھجوادی۔ ۱۰؍مارچ کی صبح کو ہی پوری مسجد میں بجلی، سپیکر، سٹیج، صفوں کی بچھائی، استقبالیہ کیمپ، سیکورٹی کا نظم مکمل ہوگیا۔ لاہور، مانسہرہ، فیصل آباد کی جماعتوں کے احباب نے اس بے جگری کے ساتھ نظم کو سنبھالا۔ جس نے دیکھا وجد آفریں کیفیت سے مسرور ہوا۔ خوشی وانبساط سے ہر شخص معمور نظر آتا تھا۔ جملہ گردونواح کے مبلغین حضرات نے اس نظم میں بھرپور کردار ادا کیا:

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ہفتہ کے روز ظہر تک قافلوں کی آمد شروع ہوئی۔ عصر، مغرب کی نمازیں مولانا عبدالخبیر آزاد نے پڑھائیں۔ عشاء کی جامعہ اشرفیہ لاہور کے مدیر مخدوم العلماء حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی نے پڑھائی۔ عصر کی نماز پر مسجد کا آدھا صحن صفوں سے آراستہ نظر آیا۔ مغرب پر پورا صحن کھچا کھچ بھرا ہوا نہیں بلکہ اٹا ہوا نظر آتا تھا۔ چاروں سمت انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کا مدوجزر قابل دید تھا۔ جس کی قلم وبیان کے ذریعہ منظر کشی مشکل امر ہے۔ جس نے دیکھا سراپا شکر ہوگیا۔ چہار سو انسانوں کے سر ہی سر نظر آتے تھے۔ کانفرنس حسب اعلان عصر کی نماز پڑھتے ہی شروع کردی گئی تھی۔ اب ذرا مقررین کی فہرست پر نظر دوڑائیں۔

اجلاس اول بعد از نماز عصر

کانفرنس کا افتتاح پیر طریقت حضرت مولانا محب اللہ صاحب کی دعا سے ہوا۔

تلاوت: بادشاہی مسجد کے قاری انیس الرحمن نے فرمائی۔

نعت: جناب حافظ مولوی محمد مہتاب (متعلم جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر)

جناب فیصل بلال حسان (گوجرانوالہ)

مہمان خصوصی: جناب پروفیسر ساجد میر۔

مہمانان گرامی: جناب رانا محمد شفیق پسروری، جناب طارق فیروز (صدر انجمن تاجران)، جناب طاہر ادریس (سیکرٹری انجمن تاجران)

اجلاس دوم بعد از نماز مغرب

صدارت: مولانا صاحبزادہ عزیز احمد۔

تلاوت: قاری محمد اکرم قصوری۔

نعت: حضرت مولانا محمد قاسم گجر۔

بیانات: حضرت مولانا محمود الحسن (مظفر آباد)، جناب راجہ محمد صدیق (ممبر آزاد کشمیر اسمبلی)، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی (سرگودھا)، مولانا محمد مبشر نظامی، مولانا قاری علم الدین شاکر (لاہور)، حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا محمد عباس (بہاول نگر)۔

اس اجلاس کی آخری دعاء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت حافظ محمد دستگیر نے کرائی۔ عشاء کی نماز حضرت مولانا فضل الرحیم مہتمم جامعہ اشرفیہ وسرپرست ختم نبوت کانفرنس نے پڑھائی۔

اجلاس سوم بعد از نماز عشاء

مہمان خصوصی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ۔

مہمانان گرامی: حضرت مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی (ملتان)، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی (راولپنڈی)، حضرت مولانا پیر قاضی ارشد الحسینی (اٹک)، حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد (خانقاہ سراجیہ)، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی (شیخ الحدیث کراچی)، حضرت مولانا مفتی محمد حسن (لاہور)، حضرت شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور (باب العلوم کہروڑپکا)، حضرت مولانا سید جاوید حسین (فیصل آباد)، حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری (خانقاہ شیرانوالہ لاہور)، حضرت مولانا سید رشید میاں (جامعہ مدنیہ لاہور)، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ (امیر مجلس کراچی)، حضرت مولانا مفتی خالد محمود (ناظم عمومی اقراء روضۃ الاطفال کراچی)، حضرت مولانا مفتی محمد بن حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید (کراچی)، حضرت مولانا عبدالشکور نقشبندی، حضرت مولانا عبدالرؤف مکی، حضرت مولانا محمد ایوب خان (ڈسکہ)

بیانات: جناب ڈاکٹر سعید عنایت اللہ (مکہ مکرمہ)، حضرت سید محمد کفیل بخاری (ملتان)، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (لاہور)، حضرت مولانا عبدالمجید ہزاروی (راولپنڈی)، حضرت مولانا زاہد الراشدی (گوجرانوالہ)، حضرت مولانا محمد امجد خان (لاہور)، حضرت مولانا

مفتی محمد طیب (جامعہ امدادیہ فیصل آباد)، حضرت مولانا زبیر احمد ظہیر (لاہور)، چوہدری اشتیاق احمد (سابق صدر بار لاہور)، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (ملتان)، حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی (مفتی اعظم پاکستان)، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین کوریجہ (سجادہ نشین خانقاہ کوٹ مٹھن)، حضرت مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر (حیدرآباد)، حضرت مولانا محمد رضوان عزیز (چناب نگر)، حضرت مولانا قاضی مشتاق الرحمن (راولپنڈی)، حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (ساہیوال)، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی (پشاور)۔

نعت: سید محمد سلمان گیلانی، حضرت مولانا مفتی محمد شاہد عمران عارفی (ساہیوال)

بیانات: مولانا سید محمود میاں (لاہور)، جناب حضرت مولانا سعید یوسف پلندری (آزاد کشمیر)

خطبہ استقبالیہ: حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ۔

بیانات: حضرت مولانا ڈاکٹر سعید عبدالرزاق، جناب سردار محمد یوسف (وفاقی وزیر مذہبی امور اسلام آباد)، حضرت مولانا محمد اویس نورانی (کراچی)۔

اختتامی خطاب: قائد انقلاب اسلامی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم

اختتامی دعاء: رات ۲ بجے مولانا عبدالخبیر آزاد۔

سٹیج سیکرٹری: حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی (لاہور)، حضرت مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا عبدالخبیر آزاد، حضرت مولانا محمد امجد خان۔

اوّل سے آخر تک جس دلجمعی کے ساتھ تمام مکاتب فکر کی قیادت کے خیالات سنے گئے وہ قابل رشک منظر تھا۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے اس منظر اور قابل رشک کانفرنس کی مثالی کامیابی کو دیکھا تو کانفرنس میں تجویز پیش کی کہ کانفرنس کی استقبالیہ کے مرکزی سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی کی دستار بندی کرائی جائے۔ چنانچہ آپ کی تجویز پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ وفاق المدارس کے صدر، کانفرنس کے سرپرست حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمن (امیر جمعیۃ علماء اسلام) ختم نبوت کانفرنس شاہی مسجد کے صدر دونوں حضرات نے مشترکہ طور پر اپنے مبارک ہاتھوں سے مولانا عزیز الرحمن ثانی کی دستار بندی کرائی۔ حق تعالیٰ کانفرنس کے تمام شرکاء کو دنیا وآخرت میں خیر سے نوازیں۔ کانفرنس میں قرار دادیں جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا صاحبزادہ قاری عزیز الرحمن رحیمی نے منظور کرائیں۔ اسی پر اکتفاء کرتا ہوں کہ ابھی ایک تبلیغی سفر درپیش ہے۔ ورنہ کانفرنس کے تذکرے تو مدتوں یاد رہیں گے۔

خطبہ استقبالیہ ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور

(10 مارچ 2018ء)

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرات علمائے کرام، مشائخ عظام، خطبائے مکرم، ملک کے دور دراز حصوں سے تشریف لانے والے مہمانان گرامی! اللہ رب العزت کی توفیق وعنایت سے ایک بار پھر اس تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس میں ہم سب شریک ہیں۔ آپ حضرات کی تشریف آوری پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اس نیک مقصد کے لئے اٹھنے والے ہر قدم پر آپ کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین بحرمتہ النبی الکریم!

حضرات گرامی! لاہور پاکستان کا دل ہے اور لاہور کا دل بادشاہی مسجد ہے اور اس دل میں آپ بیٹھے ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے دلوں میں ایک ولولہ وعزم رکھتے ہیں۔ یہ ختم نبوت کے مشن پر کام کرنے والوں کے لئے انعام الٰہی ہے۔ یقین فرمایئے کہ اس مقدس کام کے لئے آپ آئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کو محمد عربی ﷺ کی شفاعت کے لئے لے کر آئی ہے۔ اس پر ہم سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالانا چاہئے۔ امید ہے کہ آپ اس موقعہ کو غنیمت جان کر سکون قلبی اور تحمل کے ساتھ پورے احترام ووقار سے مقررین کے خیالات کو سنیں گے۔ ان کو اپنے قلب وجگر میں جگہ دیں گے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بقیہ زندگی کے ہر سانس کو عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی ودربانی کے لئے وقف کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرات گرامی قدر! لاہور شہر کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک شاندار گرانمایہ تاریخ ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت منعقد ہونے والی یہ عظیم الشان وتاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس اس عہد رفتہ کا ایک تسلسل ہے۔ تصور فرمایئے اور اپنی خوش بختی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں نہ صرف اپنے اکابر کی روایات کو زندہ رکھنے کی توفیق سے نوازا بلکہ اس اجتماع میں شرکت سے ہمیں خلافت صدیق اکبرؓ کے عہد میں عقیدہ ختم نبوت کی سنہری جدوجہد والی کڑی میں پرودیا آپ اسے حسن اتفاق قرار دیں یا قدرت کی دین کہ آج بائیس جمادی الثانی کی شب ہے جو یوم وفات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔ فلحمد للہ علیٰ ذالک!

حضرات گرامی قدر! لاہور سے پچاس ساٹھ میل دور شمال مشرق میں مشرقی پنجاب انڈیا کے ایک

گاؤں قادیان کا ایک شخص ’’ملعون قادیان‘‘ نے 23 مارچ 1889ء کو لدھیانہ میں قادیانی فتنہ کی بنیاد رکھی۔ اس دن سے لے کر آج تک اسلامیان لاہور نے موقعہ بموقعہ اس فتنہ کے خلاف تاریخی قائدانہ کردار ادا کیا۔ آج اس کی یاد میں یہ اجتماع آپ حضرات کی تشریف آوری سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

آپ جس شاہی مسجد میں جمع ہیں اس مسجد میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے 25 راگست 1900 میں ایک اجتماع ہوا تھا جس میں مرزا قادیانی ملعون کا، پیر طریقت سید مہر علی شاہ گولڑوی ؒ سے دوبدو مناظرہ طے ہوا۔ پیر مہر علی شاہ ؒ مظاہر العلوم سہارنپور کے بانی، شارح بخاری، مولانا احمد علی محدث سہارنپوری ؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ نے پیر مہر علی شاہ ؒ کو نہ صرف فتنہ انکار ختم نبوت کے مقابلہ کے لئے مہمیز لگائی بلکہ خلافت سے بھی نوازا۔ مرزا قادیانی ملعون نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو پیر صاحب ؒ کو رحمت دوعالم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا مہر علی شاہ ؒ! مرزا قادیانی الحاد کی قینچی سے میری شریعت واحادیث کو کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ اس خواب کے بعد پیر صاحب ؒ، مرزا قادیانی کے مقابلے میں شیر یزدان بن گئے۔ مرزا قادیانی کی مخالفت میں دن رات ایک کر دیا۔ تب مرزا قادیانی نے آپ کو مناظرہ کے لئے چیلنج دیا۔ آپ نے قبول کیا جس دن آپ گولڑہ سے روانہ ہوئے مرزا قادیانی کا ٹیلی گرام ملا کہ آپ کے ساتھ سرحد کے پٹھان آرہے ہیں اور فتنہ کا اندیشہ ہے۔ نہ معلوم مرزا قادیانی پٹھانوں سے کیوں اپنے دل میں خوف رکھتا تھا۔ یہ خوف بذات خود اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ نبی دنیا کے لوگوں کو ڈرانے کے لئے آتا ہے۔ ان سے ڈرنے کے لئے نہیں آتا۔ جو دنیا سے ڈرے وہ بزدل تو ہوسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہوسکتا۔

پیر صاحب ؒ نے جواب میں ٹیلی گرام ارسال کیا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ آئیں ان کے حفظ امن کے ذمہ دار آپ۔ جو میرے ساتھ ہیں ان کے حفظ امن کا میں ذمہ دار ہوں۔ ایک بار آجایئے، آمنا سامنا ہوجائے، حق وباطل کی تمیز ہوجائے گی۔ مرزا قادیانی کو نہ آنا تھا نہ آیا۔ اس شاہی مسجد میں جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں آج سے ایک سو اٹھارہ سال قبل ہزاروں خلق خدا بھی اسی طرح جمع ہوئی، جس طرح آپ جمع ہیں۔ پنجاب وخیبر پختونخواہ کے سات سو سے زائد جید علمائے کرام جمع ہوئے۔ اس میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ، سب موجود تھے۔ تین دن تک اجتماع، دن رات، صبح شام، عمل وفضل کی بارش رہی۔ لیکن قادیانیت کے کذب وڈھیٹ پن کا اندازہ فرمایئے کہ پیر صاحب ؒ اپنے رفقاء کے ساتھ شاہی مسجد لاہور میں جمع ہیں۔ مرزا ملعون، قادیان کی ڈھاب کی راب چاٹ رہا ہے۔ لیکن لاہور آنے کا حوصلہ نہیں کر رہا۔ مرزا ملعون، قادیان میں اس طرح دبک کر بیٹھ گیا جس طرح ابلیس نے مرزا قادیانی کے دل میں اپنا گھر بنا لیا تھا۔ مرزا قادیانی کی ذلت آمیز شکست کے باوجود، قادیانیوں نے لاہور کے در و دیوار پر

اشتہار لگادیئے کہ پیر صاحب شکست کھا گئے۔ اس کذب بیانی پر ابلیس بھی جھوم اٹھا اور اسلامیان لاہور سر پیٹ کررہ گئے کہ: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد!

حضرات گرامی قدر! یہ وہی لاہور ہے جہاں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی قیادت میں پانچ سو علمائے کرام نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی تحریک پر فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے کوہ ہمالیہ بنادیا تھا۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جس میں واقع اچھرہ کے ایک خاندان نے قادیان میں مجلس احرار کے شعبہ تبلیغ کی نگرانی کی۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جہاں چوہدری افضل حقؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، سید مظفر علی شمسیؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ، مولانا اختر علی خانؒ جیسے جید حضرات نے اپنے اپنے دور میں قادیانیوں کے خلاف علم ختم نبوت کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جس کے موچی دروازہ کے باہر برکت علی ہال میں ۱۹۵۳ء میں ملک کی دینی قیادت نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی بنیاد فراہم کی۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جس نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اپنے جگر گوشوں کی قربانی دے کر سنت صدیق اکبرؓ کو زندہ کیا۔ آج بھی لاہور کے درو دیوار، کوچہ وبازار، سڑکیں اور شاہراہیں ان شہدائے ختم نبوت کی داستانوں اور قربانیوں پر نازاں ہیں۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی امارت لاہور کے مرد جلیل مولانا ابوالحسنات قادریؒ اور نظامت، لاہور کے درویش سید مظفر علی شمسیؒ کے حصے میں آئی۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جس میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا پہلا جلوس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قیادت میں نکلا جس میں ایک لاکھ آدمی جمع تھے۔ چیرنگ کراس پر جلوس کو روکا گیا تو مولانا احمد علی لاہوریؒ نے اذان کہی۔ جماعت کروائی تو ایک لاکھ آدمی جماعت میں شریک ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سب باوضو تھے۔ اس سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ ختم نبوت کا کام ہم عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ پورے جلوس میں ایک آدمی کے پاس اسلحہ تو درکنار چاقو بھی نہ تھا۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ

وہ کتنی مقدس پرامن تحریک تھی۔ جسے پھر جنرل اعظم خان اور قادیانی اوباشوں نے تشدد کے راستے پر ڈالا۔

حضرات گرامی قدر! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آج بھی عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے پرامن اور عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور کبھی نہ بھولئے کہ ہمیں منبر ومحراب سے لے کر نیشنل اسمبلی تک، مقامی عدالتوں سے سپریم کورٹ تک تمام کامیابیاں پرامن جدوجہد سے ملی ہیں۔ آئندہ بھی جب تک جدوجہد پرامن رہے گی کامرانی آپ کے قدم چومے گی۔ جس دن دشمن کی چالوں سے تشدد کی راہ پر چل پڑے، اکابر کے طریقہ کار کو ترک کردیا۔ تحریک ختم نبوت کی جدوجہد میں وہ گھڑی افسوس ناک ہوگی۔ اس اجتماع کے ذریعے یہ پیغام لے کر جائیں کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو شخص تشدد کو اپنائے وہ اس تحریک کی روح سے ناواقف ہے یا دشمن کی چال کا شکار ہوگیا ہے۔ آپ پرامن ذرائع سے قانون کے دائرے میں رہ کر قادیانیت کے احتساب کا شکنجہ کستے جائیں گے تو دیکھیں گے کہ قادیانیت کا بت اس دھڑام سے گرے گا کہ غبار چھٹنے کے بعد قادیانیت نام کی کوئی بھی چیز آپ کو دیکھنے سے بھی نہ ملے گی۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ!

وہ وقت قریب ہے اور یہ اجتماع اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ایک نئی جدوجہد کی بنیاد فراہم کرے گا۔ وماذالک علی اللہ بعزیز!

☆...... حضرات گرامی قدر! یہ وہی لاہور ہے جہاں پر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مسجد شیرانوالہ باغ میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو کنوینر مقرر کیا گیا اور پھر فیصل آباد میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کا آپ کو امیر بنایا گیا۔ اسی لاہور کے مولانا محمود احمد رضوی قادریؒ اس کے سیکرٹری جنرل تھے۔ تب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ اور ان کے رفقاء قومی اسمبلی میں اور ملک بھر میں مولانا عبیداللہ انورؒ حضرت سید نفیس الحسینیؒ، مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مولانا قاری محمد اجمل خانؒ، مولانا سید حامد میاںؒ، مولانا عبدالقادر آزادؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ ؒ، نوابزادہ نصراللہ خانؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سردار میر عالم خان لغاریؒ، خواجہ قمرالدین سیالویؒ، مولانا صاحبزادہ افتخارالحسنؒ، مولانا صاحبزادہ فیض الحسنؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ، مولانا مفتی احمدالرحمنؒ، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا سراج احمد دین پوریؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا فیض القادریؒ، مولانا مفتی سرفراز نعیمیؒ، مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ، مولانا عبدالرحمن اشرفیؒ، مولانا عبیداللہ اشرفیؒ، جناب

بارک اللہ خان ؒ، جناب خاقان بابر ؒ، مولانا عبیداللہ احرار ؒ، مولانا سید عطاء المنعم بخاری ؒ، مولانا عبدالشکور دین پوری ؒ، مولانا نورالحسن بخاری ؒ، مولانا سید محمد شاہ امروٹی ؒ، مولانا حماد اللہ ہالیجوی ؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان ؒ، چوہدری ظہور الٰہی ؒ، شورش کاشمیری ؒ ایسے دیگر رہنماؤں نے پاکستان کے در و دیوار کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی صدائے بازگشت سے گرما دیا تھا۔

☆...... حضرات گرامی قدر! یہ وہی لاہور اور اس کی شاہی مسجد ہے جہاں یکم ستمبر ۱۹۷۴ء میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری ؒ کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جہاں سے مولانا خواجہ خان محمد ؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سربراہی اور مولانا مفتی مختار احمد نعیمی ؒ کی نظامت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تحت ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھایا گیا۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جہاں سے وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیت کے کفر کا تاریخ ساز فیصلہ دیا۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جس کے ہائی کورٹ نے قادیانی صد سالہ جشن کے خلاف فیصلہ دیا۔

☆...... یہ وہی لاہور ہے جہاں 9اپریل 2009ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی اسی مسجد میں فقید المثال کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔

حضرات گرامی! ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے لاہور کے جستہ جستہ حالات بیان کرنے میں آپ کا خاصا وقت لے لیا۔ لیکن حقیقت ہے کہ پوری طرح واقعات کا اشاریہ بھی بیان نہیں ہوسکا۔

حضرات گرامی قدر! سامعین کرام! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ، مولانا محمد علی جالندھری ؒ، مولانا لال حسین اختر ؒ، مولانا محمد حیات ؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ، حضرت خواجہ خان محمد ؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی ؒ اپنے اپنے عہد میں کرتے رہے۔ تب مولانا محمد عبداللہ رائے پوری ؒ، مولانا مفتی احمد الرحمن ؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ، مولانا سید نفیس الحسینی ؒ نائب امیر رہے، اب مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نائب امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر فضل ہے کہ آج بھی میرے ایسے فقیر (مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر) مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ ایسے بزرگ کے ہاتھ میں اس کی قیادت ہے۔ آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کا سٹیج ہے۔ پرامن جدوجہد کو ہم آگے بڑھانے کی مخلصانہ جدوجہد کر رہے ہیں۔

حضرات گرامی! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر و اشاعت نے مولانا سید انور شاہ کشمیری ؒ

سے لے کر اس وقت تک کے اکابر کی نایاب کتب ورسائل کو احتساب قادیانیت کے نام پر جدید حوالہ جات کے ساتھ ساٹھ جلدوں میں جمع کر دیا ہے جس میں تین سو تریسٹھ مصنفین کی سات سو چھہتر کتب و رسائل جمع ہوگئے ہیں، اب محاسبہ قادیانیت کے نام سے یہ سلسلہ شروع کیا ہے جس میں ایک سو پانچ مصنفین کے ایک سو چوبیس رسائل جمع ہوگئے ہیں گویا احتساب قادیانیت کی ساٹھ اور محاسبہ قادیانیت کی آٹھ جلدوں میں ۴۶۸ مصنفین کی ۹۰۰ کتب ورسائل جمع ہوگئے ہیں ۔ احتساب قادیانیت تو اب نایاب ہے البتہ محاسبہ قادیانیت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ فتاویٰ ختم نبوت تین جلدیں، تحفہ قادیانیت چھ جلدیں، قادیانی شبہات کے جوابات کی تین جلدیں، قومی اسمبلی کی کاروائی پانچ جلدوں میں یکجا شائع کی ہیں۔ ان کے علاوہ خطبات شاہین ختم نبوت ، چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ ۴ جلدیں ،خطبات مشاہیر، ائمہ تلبیس ،رئیس قادیان، قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے، قادیانی مذہب، فتنہ قادیانیت کا تعاقب اور دیگر بیسیوں کتب بھی شائع کیں۔ میں توقع رکھوں گا کہ دینی جامعات، سکول و کالجز کی لائبریروں میں مجلس کی مطبوعات کے سیٹ رکھوانے کے لئے آپ توجہ وتعاون فرمائیں گے۔ تاکہ ملک بھر کی اہم لائبریروں میں جہاں کوئی جائے اسے ردقادیانیت پر بھرپور مواد مل سکے۔

حضرات گرامی! مجلس کے دو ترجمان ہیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت جو کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ لولاک جو دفتر مرکزیہ ملتان سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے آپ ممبر بنیں۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے پتہ پر رابطہ کریں اور اس پہلو سے بھی عقیدہ ختم نبوت کی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔

حضرات محترم! قادیانیت دین اسلام سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیت رحمت عالم ﷺ کے باغیوں کا وہ ملعون گروہ ہے کہ ان کا وجود ہی رسول اللہ ﷺ کی اہانت پر مبنی ہے۔ قادیانیوں سے بچنا، ان سے امت کے ہر فرد کو بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ اس کے لئے اس اجتماع کے ذریعہ چند کاموں کی طرف آپ دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں۔

۱...... یہ کہ ہر عالم دین مہینہ میں ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کرے۔ مثلاً ایک شہر کی سو مساجد میں جمعہ پر ردقادیانیت پر بیان ہو۔ فی مسجد ایک ہزار آدمی تصور کریں تو یوں ایک شہر میں صرف جمعہ کے بیان سے ایک لاکھ آدمی تک ہم ختم نبوت کا پیغام پہنچا پائیں گے۔ گویا ہر ماہ کو جمعہ پر ختم نبوت کے بیان کی اگر پورے ملک میں سکیم چل نکلے تو ہر ماہ ایک بار پورے ملک میں آپ نے کروڑوں افراد تک ختم نبوت کا پیغام پہنچا دیا۔ علمائے کرام کی معمولی توجہ سے پورا ملک ختم نبوت کی جلسہ گاہ بن جائے گا۔ امید ہے کہ آپ اس پر نہ صرف توجہ کریں گے۔ بلکہ جو حضرات موجود نہیں ان تک نہ صرف آواز پہنچائیں گے بلکہ ان کو آمادہ بھی کریں گے۔

۲...... آپ تمام حضرات پرامن جدوجہد اور سعی مقبول سے قادیانیت سے اجتناب کریں۔ لوگوں کی ذہن سازی کریں۔ میں ایک ملعون شخص یعنی رسول اللہ ﷺ کے دشمن سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اس کی دکان سے سودا نہیں لیتا۔ دنیا کا کونسا قانون ہے جو مجھے مجبور کرے کہ تم ایسا نہ کرو۔ یہ میرا حق خود ارادیت ہے کہ اگر میں اپنے ماں باپ کے دشمن سے تعلق نہیں رکھتا تو آپ ﷺ کے دشمنوں سے بھی تعلق نہ رکھوں۔ قادیانی خود کو مسلمان کہلا کر، مسلمانوں کو، حضور ﷺ کے نام لیواؤں کو اور پوری امت مسلمہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو نبی اور محمد رسول اللہ، مرزا قادیانی کے دیکھنے والوں کو صحابی، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے خاندان کو اہل بیت کہتے ہیں۔ جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ کا ڈھونگ رچایا ہے۔ وہ اپنے کفر پر اسلام کی اصطلاحات کا چولہ پہنا رہے ہیں۔ وہ ہمارے تشخص کو برباد کر رہے ہیں۔ آئین پاکستان کہتا ہے کہ قادیانی کافر ہیں۔ وہ خود کو مسلمان کہہ کر آئین پاکستان سے اعلانیہ بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو کافر کہہ کر پوری مسلم امہ کے وجود کو ملیامیٹ کرنے کے درپے ہیں۔ ان سے بچنا اور تمام مسلمانوں کو بچانا ہمارے لئے فرض کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے ہم کام نہیں کرتے، اپنے فرض منصبی کو نہیں نبھاتے تو خدشہ ہے کہ کہیں ہمارے دل زنگ آلود تو نہیں ہوگئے۔ ہم حضور ﷺ کے دشمن، قادیانیوں سے تعلقات رکھ کر حضور ﷺ کی دشمنی میں ان ملعون قادیانیوں کے ساتھ تو شریک نہیں؟

۳...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک پر پچاس سے زیادہ اہم شہروں میں ختم نبوت چوک قائم ہوگئے ہیں، چوکوں کا نام ختم نبوت چوک رکھنا یہ مستقل تبلیغ ہے۔ اس کے لئے اس انتخابی مرحلے پر کینڈیڈیٹ حضرات سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنے حلقہ کے اہم شہروں میں ختم نبوت کے چوک قائم کرائیں۔ یہ موقع ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔

۴...... سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر جو ۴ شعبان سے ۲۵ شعبان تک منعقد ہوگا۔ اس میں بھرپور شرکت کی جائے۔

برادران گرامی! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ، جہاد، سب فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے۔ ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات سے ہے۔ حضور ﷺ کی عزت و ناموس کی پاسبانی و دربانی افضل الفرائض میں شامل ہے۔ باقی فرائض پر عمل ہے حضور علیہ السلام کی عزت و ناموس کے تحفظ کی فکر نہیں تو نہ صرف حبط اعمال کا اندیشہ ہے بلکہ قیامت کے دن شفاعت سے محرومی کا باعث ہے۔ کیا خوب کہا:

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

آپ رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے سراپا نمونہ بن جائیں اور کچھ نہیں تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ قادیانیوں سے اجتناب کریں۔ اگر یہ بھی نہیں کرتے تو فکر کریں کہ ہم میں ایمان بھی ہے یا نہیں۔ قانون اور ملک کے باغی قادیانی گروہ کو راہ راست پر لانے کے لئے ان سے اجتناب کا حربہ استعمال کریں۔ تاکہ ان کو احساس ہو کہ وہ مرزا قادیانی ملعون کو مان کر مسلم امت کا حصہ شمار نہیں ہو سکتے۔ جب ان میں یہ احساس پیدا ہوگا وہ مرزا قادیانی ملعون کی غلامی کا طوق اپنی گردن سے اتارنے پر مجبور ہوں گے۔ امید ہے کہ اس پر امن جدوجہد کو بھرپور کامیاب کیا جائے گا۔

حضرات گرامی! اس تاریخ ساز کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے لاہور کے تمام علمائے کرام، مشائخ عظام، مدارس عربیہ کے منتظمین نے ہماری سرپرستی کی۔ لاہور کے گردونواح کے اضلاع اور شہروں میں جس طرح پوری دینی قیادت نے اس کام کو اپنا کام سمجھ کر ہمیں ممنون احسان کیا۔ قافلوں کی ترتیب وتیاری، اپنے اپنے طور پر جگہ جگہ اجتماعات، اعلانات، اشتہارات، بینرز کا اہتمام کیا۔ اس پر تمام حضرات، غرض جس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اس عظیم الشان کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے صرف کیا وہ ہم سب کی طرف سے ہزاروں ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں۔ رابطہ کمیٹی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، جناب میاں رضوان نفیس، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا عبدالشکور حقانی اور حضرت مولانا سید عبدالخبیر آزاد نے جس طرح طول وعرض کے طویل اور طوفانی دورے کئے اور اپنا فرض پورا کیا اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آپ حضرات دور دراز سے طویل مسافت طے کر کے آئے اس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی جزائے خیر نصیب فرمائے۔ پنجاب حکومت نے منظوری، سیکورٹی، محکمہ اوقاف نے مسجد کے استعمال کی اجازت دی اس پر وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، جماعتوں کے سربراہ ونمائندگان نے شرکت سے ممنون احسان فرمایا۔ اس پر ان کا بھی بہت ہی شکریہ۔

توقع ہے کہ یہ بھرپور محبت وشفقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو آپ کی طرف سے ہمیشہ حاصل رہے گی۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین! تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد!!!

کانفرنس میں منظور شدہ قراردادیں

ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

ا...... اسلامی نظریاتی کونسل کی منظور کردہ سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۲...... امتناع قادیانیت قانون اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۳...... یہ اجلاس ملک میں بڑھتے ہوئے توہین رسالت کے رجحان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسے عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف قرار دیتا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت ایکٹ پر اس کی روح کے مطابق سختی کے ساتھ عملدرآمد کیا جائے۔ تاکہ کسی بدباطن کو توہین رسالت کی جرأت نہ ہوسکے۔

۴...... یہ اجلاس ملک بھر کے خطباء سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کریں تاکہ نئی نسل کو قادیانی عقائد کی سنگینی کا احساس ہو۔

۵...... یہ اجلاس آزاد کشمیر اسمبلی، آزاد کشمیر کونسل کے مشترکہ اجلاس 6 فروری 2018ء میں پاکستان کے منظور کردہ تمام قوانین ختم نبوت کو آزاد کشمیر کے قانون کا حصہ بنانے میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

۶...... یہ اجلاس لاہور اور مضافات کے دینی مدارس کے علمائے کرام، رابطہ کمیٹی ختم نبوت کانفرنس، نیز سیکورٹی کے فرائض سرانجام دینے والے سینکڑوں نوجوانوں، کانفرنس کی کامیابی کی کوشش کرنے والے اداروں بالخصوص حکومت پنجاب، محکمہ اوقاف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ پاک انہیں اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائیں۔

۷...... یہ اجلاس ملک شام میں ہونیوالے خوفناک قتل عام کی پرزور مذمت کرتا ہے اور عالم اسلام کے رہنماؤں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اصلاح احوال کے لئے اپنے فرائض منصبی کو بروئے کار لائیں۔

۸...... اس اجلاس کے توسط سے اسلامیان وطن کو اس بات پر متوجہ کیا جاتا ہے کہ قادیانی مصنوعات اور ان کے اداروں خصوصاً شیزان کمپنی کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

حق تعالیٰ شانہ ہم سب کے حامی وناصر ہوں۔ آمین!

دعائے مغفرت

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ادارہ لولاک مرحومہ کے وصال پر ان کے خاندان کے جملہ متعلقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین! ادارہ

ختم نبوت کانفرنس لاہور سے قائد جمعیت کے خطاب کا مکمل متن

خطاب: حضرت مولانا فضل الرحمٰن

بزرگان ملت، حضرات علماء کرام، اکابر امت، میرے دوستو اور بھائیو! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مبارک باد کی مستحق ہے۔ایک طویل عرصے کے بعد لاہور کی اس بادشاہی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان منظر ایک بار پھر ہمیں دکھایا۔اس جتماع میں ہمیں شمولیت کی دعوت دی۔اس اعتبار سے بالخصوص میں حضرت مولانا اللہ وسایا کو اور ان کی ٹیم کو اس کانفرنس کی کامیابی کو یقینی بنانے میں ان کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ برصغیر میں فتنہ قادیانیت برپا ہوا۔عقیدہ ختم نبوت پر حملہ کیا گیا اور ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے ایک جامع حکمت عملی کے ذریعے اس فتنے کا مقابلہ کیا۔تمام عالمی قوتیں ان کی پشت پر تھیں۔لیکن پاکستانی قوم نے جس وحدت کا مظاہرہ کیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قوم جیت گئی اور عالمی قوتیں شکست کھا گئیں۔آپ اپنے آپ کو کمزور مت سمجھیں۔آپ کی یکجہتی اور آپ کے صفوں کی وحدت اور اس محاذ پر آپ کی قربانیاں۔اس کا آپ نے بھی مشاہدہ کیا، ہم نے بھی مشاہدہ کیا کہ پھر کس طرح اللہ رب العزت نے آپ کی قربانیوں کی لاج رکھی۔

۱۹۵۳ء میں لاہور کی سڑکیں، لاہور کے گلی کوچے دس ہزار ختم نبوت کے پروانوں کی لاشوں کے خون سے رنگین ہوئے۔جب اتنی بڑی قربانیاں دی جاتی ہیں تو بعض دفعہ قوموں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔لیکن امت مسلمہ کی جو وحدت ہے اللہ اس کو دیکھتا ہے۔

۱۸۵۷ء کو شاملی میدان کا سانحہ اور دہلی میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام، ہزاروں علماء کرام کو سولیوں پر چڑھایا گیا اور جب جیلوں کی سولیاں رک گئیں تو سڑکوں کے اوپر درختوں پر ان کو لٹکایا گیا۔انگریز یہ سمجھ رہا تھا کہ اب ہم نے آزادی کے لئے لڑنے والوں کا خاتمہ کر دیا ہے اب ہم نے تحریک کی کمر توڑ دی ہے۔

لیکن ہندوستان کی سرزمین نے اور اس سرزمین کے باسیوں نے آزادی کے لئے جس عہد و پیمان کا اعلان کیا تھا قائم رہے۔فکری لحاظ سے شکست نہیں کھائی۔اپنے موقف کو تبدیل نہیں کیا۔آپ نے دیکھا کہ برصغیر کی سرزمین نے وہ منظر دیکھا اور آسمان نے اس منظر کا مشاہدہ کیا کہ ہندوستان آزاد ہوا اور پاکستان معرض وجود میں آیا اور تاج برطانیہ کو شکست ہوئی اور برطانیہ کو یہاں سے نکلنا پڑا۔

تحریکیں مدوجزر کا شکار ہو جاتی ہیں۔تحریکیں نشیب وفراز کا شکار ہو جاتی ہیں۔لیکن تحریکوں کی مثال سمندر کی لہروں کی سی ہوتی ہے۔لہریں کبھی ڈوب جاتی ہیں۔پھر ابھرتی ہیں۔ابھر کر پھر ڈوب جاتی ہیں اور

پھر ابھرتی ہیں۔لیکن بالآخر ساحل پر جا کر دم لیتی ہیں۔قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء کی قربانیوں کے بعد حوصلے نہیں ٹوٹے۔موقف تبدیل نہیں ہوا۔شکست کا معنی یہ نہیں ہے کہ آپ میدان جنگ میں ہار گئے۔ آپ کی قوت کمزور ہوگئی۔آپ پٹ گئے۔شکست اس کا نام ہے کہ آپ کے اعصاب ٹوٹ گئے۔آپ کی قوت ارادی شکست کھا گئی۔آپ کا موقف کمزور ہوگیا۔آپ پسپائی اختیار کر گئے۔اس کا نام ہے شکست۔ الحمدللہ! فدایان ختم نبوت نے ۱۹۵۳ء میں قربانیاں تو دے دیں۔بظاہر معلوم ہوا کہ شکست کھا لی۔لیکن بالآخر وہ لہریں منزل پر جا کے پہنچیں۔

میرے دوستو! ہوشیار تو ضرور رہنا چاہئے۔ہمیں ہر وقت بیدار رہنا چاہئے۔لیکن دنیا کو آج کے اجلاس سے یہ پیغام بھی دے دیں کہ خاطر جمع رکھو۔تم کبھی بھی پاکستان کی سرزمین پر قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت کو ختم نہیں کر سکتے۔جب ہم ختم نبوت کی بات کرتے ہیں تو اس کا صاف معنی یہی ہے کہ: ’’الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ‘‘ختم نبوت کا معنی ہی یہی ہے کہ اب اسلام آخری دین ہے اور قیامت تک اسی نظام نے چلنا ہے۔ختم نبوت ہمارا مشترکہ عقیدہ ہے۔کیا اسلام ہمارا مشترک نہیں ہے؟ یہ سوچ کب پیدا ہوگی؟ ہم جس طرح کی گفتگو کرتے ہیں۔تقریروں میں ہم مختلف فورمز پر جاتے ہیں۔تمام مکاتب فکر کے لوگ بیٹھتے ہیں۔مختلف سیاسی جماعتیں بیٹھتی ہیں۔ختم نبوت کے حوالے سے اور ناموس رسالت کے حوالے سے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارا قدر مشترک ہے۔لیکن جو قرآن جناب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا،جو دین اسلام رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کو عطا کیا،امت کے سپرد کیا،وہ امت کے درمیان قدر مشترک نہیں ہے؟ ہم نے اس کو آپس کی تفرقہ بندیوں کی نظر کر دیا۔ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ یہ واضح کرنا ہوگا۔ہم نے ہمیشہ یہی رونا رونا ہوتا ہے کہ حکمران اسلام نافذ نہیں کر رہے۔ پارلیمنٹ اسلامی قانون سازی نہیں کر رہی۔اسلامی دفعات تبدیل ہوگئیں۔آئین معطل ہوگیا۔ختم نبوت کا قانون معطل ہوگیا۔حکمران ذمہ دار ہیں۔پارلیمنٹ ذمہ دار ہے۔پارلیمنٹ کے ممبران ذمہ دار ہیں۔ساری زندگی یہی رونا رونا ہے اور کبھی بھی خود اس عقیدہ کے لوگوں کو ایوان تک نہیں پہنچاتا۔

ایک صحافی نے مجھ سے پوچھا کہ: آپ مسلم لیگ کے اتحادی ہیں۔آپ سے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اسلامی قانون سازی کریں گے اور یہ کریں گے اور وہ کریں گے اور یہ اصلاحات اور وہ اصلاحات۔کیا انہوں نے وہ وعدے پورے کئے؟ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے مجھے کب اتنا سادہ سمجھ لیا کہ میں مسلم لیگ سے توقع رکھوں گا کہ وہ پاکستان کو اسلامی مملکت بنائیں گے اور قانون سازی کریں گے۔ آپ نے کب مجھے اتنا سادہ سمجھا ہے؟ یہ کام اسی وقت ہوگا جب ہم خود اقتدار میں ہوں گے اور اکثریت ہمارے ہاتھ میں ہوگی۔

اب جب ہم دو چار دانے ایوان میں ہوتے ہیں تو پھر ہمیں ایک حکمت عملی بنانی ہوتی ہے کہ اس چھوٹی سی تعداد کے ساتھ اس نظام حکومت میں اس نظام سیاست میں ہمارا کردار کیا ہو سکتا ہے؟ ہم اپنی حکمت عملی بناتے ہیں کہ ہم نے اس طاقت کو استعمال کیسے کرنا ہے؟ اور پھر اپنی حجت پوری کرتے ہیں۔ جہاں وہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک اسلامی قانون سازی سے بیزاری اور اس سے دوری کے گنہگار ہیں۔ تھوڑا سا ہمارے معاہدہ کے خلاف کر کے اللہ کے سامنے خود ہی جوابدہ ہوں نا! سمجھ میں بات آرہی ہے یا نہیں؟ ہم بھی آج پیدا نہیں ہوئے۔ ہم بچے نہیں ہیں۔ ۱۹۸۸ء سے میں پارلیمنٹ کے اندر ہوں اور بزرگوں کے زمانہ سے لے کر آج تک انہیں غلام گردشوں کی آوارگی کرتے پھر رہے ہیں۔ بہت تجربے ہو چکے ہیں۔ کھنگال لیا ہے ہم نے۔ لیکن اب تک عوام کو نہیں سمجھا سکے۔ قصور اتنا ہی ہے کہ اگر پاکستان کا آئین کہتا ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا اور قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی ہوگی۔ قرآن وسنت کے منافی قانون نہیں بنے گا۔ یہ تو پارلیمنٹ نے کرنا ہے اور پارلیمنٹ میں آپ نے وہ دنیا بھیجی ہے اپنے ووٹوں سے کہ جس کو سورۃ فاتحہ نہیں آتی اور جن کو قل ھو اللہ نہیں آتی۔ ان سے توقع رکھیں گے آپ کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کریں گے؟ کسی اسلامی قانون کے لئے نہ ان کے پاس کوئی حوالہ ہے، نہ صلاحیت ہے، نہ قرآنی آیات کو جانتے ہیں، نہ کسی حدیث کا حوالہ دے سکتے ہیں، نہ کسی فقہ کا حوالہ دے سکتے ہیں، اور نہ ہی وہ جذبہ اور احساس ہے۔ قصور کس کا نکلا؟ قصور آپ کا نکلا۔ تسلیم کرلو کہ قصور آپ کا ہے۔ جب تک آپ ان کو ووٹ دیتے رہیں گے کم از کم مجھ سے تو گلہ مت کریں کہ اسلام کیوں نہیں آرہا۔

کئی سال پہلے یہاں کسی مدرسہ میں کچھ صحافی حضرات مجھ سے ملے۔ ایک صحافی مجھے کہتا ہے کہ آپ نے اسلامی نظام کے لئے اسمبلی میں کیا کیا؟ میں نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا کہ آپ نے پورے پنجاب میں کتنا ووٹ دیا؟ میری قوت تو آپ کا ووٹ ہے۔ اس قانون سازی کے لئے آپ نے مجھے کتنی طاقت دی ہے۔ وہ طاقت بتاؤ؟ لیکن اس کے لئے پنجاب کے علماء کو بھی حرکت میں آنا ہوگا۔ ہمارا مولوی صاحب وہ بھی اپنا تمام تر دینی فریضہ ختم نبوت کا ایک جلسہ منعقد کر کے پورا کر لیتا ہے۔ اپنے مدرسے کا سالانہ چندہ کر کے پورا کر لیتا ہے۔

ایک بزرگ والد صاحب ؒ کے پاس آئے۔ قاسم العلوم کے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہا مفتی صاحب ؒ آپ نے میرے ساتھ جلسے میں جانا ہے۔ دور دراز کہیں مظفر گڑھ یا ڈیرہ غازی خان کی طرف کسی گاؤں کا جلسہ تھا۔ مفتی صاحب ؒ بیمار تھے۔ پاؤں میں زخم تھے۔ کہنے لگے میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ میری صحت مجھے اجازت نہیں دے رہی کہ میں دور دراز دیہاتوں میں جاؤں۔ خیر اس کا اصرار بڑھتا گیا۔ مفتی صاحب ؒ کا انکار بڑھتا گیا۔ ذرا مسئلہ تیز ہو گیا تو مفتی صاحب ؒ مشتعل ہو گئے اور کہا نہیں

جاتا آپ کے ساتھ۔ کیا کرلیں گے؟ اس سے بھی زیادہ کچھ کہہ دیا ہوگا انہوں نے۔ وہ مہمان تھا۔ بڑے وقار کے ساتھ بڑی تسلی کے ساتھ مفتی صاحب ؒ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ مفتی صاحب ؒ آپ کوئی خطیب تو نہیں ہیں۔ آپ سے زیادہ اچھے خطیب بہتیرے۔ آپ کوئی مقرر تو نہیں۔ آپ تو جلسے میں بھی اسی طرح بولتے ہیں جیسے ہمارے ساتھ مجلس میں بولتے ہیں۔ مقرر بھی آپ سے بہتیرے۔ اللہ نے آپ کو مقام دیا ہے۔ اللہ نے آپ کو عظمت عطاء کی ہے۔ آپ ایک بڑے آدمی ہیں پاکستان کے۔ اگر آپ میرے ساتھ مدرسے میں چلے جائیں تو میرا چندہ ذرا اچھا ہو جائے گا۔ مفتی صاحب ؒ مشتعل تھے۔ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کو ہاتھ ملایا اور فرمایا اتنا سچ مجھے آج تک کسی نے نہیں کہا کہ یہ سب مجھے چندوں کے لئے ہی لے جاتے ہیں۔

میرے دوستو! یہاں سے نکلو۔ تھوڑا سا اس ذہنیت سے آگے بڑھو۔ کچھ عرصہ پہلے یہاں پر بڑے بڑے درگاہوں کے کچھ سجادہ نشین اکٹھے ہوئے تھے ایک گھر میں۔ تو میں نے ان سے بھی یہ کہا کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ لیکن آپ خانقاہوں میں رہ رہے ہیں۔ درگاہوں میں رہ رہے ہیں۔ آپ مجھے ایک مسلک سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ میری شخصیت کو آپ بہت محدود بنا دیتے ہیں۔ جبکہ میری سوچ یہ ہے کہ میں علماء کو، مذہبی طبقہ کو، ان درگاہوں کو، ان مدارس و مساجد کو، اور اس میں کردار ادا کرنے والوں کو، اتنی خود اعتمادی دے دوں اور اتنا احساس بلندی ان کے اندر پیدا کردوں کہ اگر نواز شریف اور زرداری ملک پر حکومت کرنے کا سوچتے ہیں تو آپ بھی ملک پر حکومت کرنے کا سوچیں۔ میں آپ کو اس وقت کہاں پر لے جانا چاہتا ہوں۔ میں مذہبی طبقہ کو اوپر لے جانا چاہتا ہوں۔ یقیناً میرے علمی اور حدیث کی سند دارالعلوم دیوبند سے گزرتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ میں اس نسبت کا نہ انکار کرسکتا ہوں اور نہ بیزاری کا اظہار کرسکتا ہوں۔ یہ میری شناخت ہے۔ اگر میں نسبی لحاظ سے پشتون ہوں اور پشتون ہونے کے ناطے میں اس نسبی تعلق سے انکار نہیں کرسکتا تو میں علمی، اعتقادی اور فکری لحاظ سے بھی انکار نہیں کرسکتا۔ میرا پیغام جمعیت علماء کا پیغام ہے۔ وہ عالمگیر پیغام ہے۔ اس پیغام کو میں انسانیت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری طرف کسی مسلک کا انگلی اٹھا کر اشارہ نہ کیجئے۔ میں جب اسلام کی بات کروں گا تو پوری امت مسلمہ کی بات کروں گا۔ جب میں پاکستان کی بات کروں گا تو پوری قوم کی بات کروں گا۔ یہ بات میں نے پارلیمنٹ کے اندر بھی کہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان ترجیحات کو سمجھیں۔ ترجیحات کیا ہیں ہماری؟ صرف مسجد پر قبضہ کرنا۔ یہ علماء کرام کی ترجیحات ہیں؟ محراب پر قبضہ کرنے کی ہم جنگیں لڑ رہے ہیں۔ یہ بریلوی کی مسجد ہے۔ یہ دیوبندی کی مسجد ہے۔ یہ مقلد کی مسجد ہے۔ یہ غیر مقلد کی ہے۔ یہ سطح ہے آپ کی؟ آپ کا علم، آپ کی نسبت، آپ کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ آپ اس سطح پر سوچا کریں؟

حضرت شاہ جی ؒ کے بارے میں مجھے اپنے بزرگوں نے ایک واقعہ سنایا کہ کسی مسجد پر قبضہ ہو گیا تھا۔ کسی نے حضرت شاہ جی ؒ سے آ کر کہا کہ کسی بریلوی نے قبضہ کرلیا ہے۔ کچھ کیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ وہاں جاکر رقص کریں گے یا نماز پڑھیں گے؟ یہ کوئی مسئلہ ہے جو آپ لے کر آئے ہیں؟ اس قسم کی سطح پر جب ہم سیاست کریں گے تو پھر یہ مت سوچو کہ آپ ملک میں اسلامی انقلاب لا سکیں گے یا آپ اسلام کے حوالے سے کوئی پیش رفت کر سکیں گے۔

ہاں! پارلیمانی جدوجہد ہے۔ بزرگوں کو ہم نے دیکھا پارلیمنٹ میں کردار ادا کرتے ہوئے۔ خدا کے لئے بین الاقوامی حالات کو سمجھیں۔ جب تک سوویت یونین موجود تھا سوویت کے خلاف جنگ میں امریکہ اور مغربی دنیا مذہب کو استعمال کرنا چاہتی تھی۔ کمیونزم کے خلاف مذہب کو لڑانا چاہتی تھیں۔ تو وہ آپ کے ساتھ گزارا کرتے تھے۔

۱۹۷۳ء کا آئین ان حالات میں بنا تھا۔ آج ہم تو کہتے تھے کہ کمیونسٹ اسلام کا دشمن ہے۔ کمیونزم اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کا خاتمہ چاہتا ہے۔ لیکن آج امریکہ اور مغربی دنیا نے عملی طور پر دنیا کو پیغام دے دیا ہے کہ ہمیں یہ مذہب نہیں چاہیے۔ ہمیں مدرسہ نہیں چاہیے۔ ہمیں قرآن وحدیث کے علوم نہیں چاہئیں۔ جس طرح ہم مغرب میں اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں بس یہی کافی ہے۔ ان کے مذہب پر اور ان کی کتاب پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں۔ مسلمان بھی اسی حیثیت میں کہ قرآن سے اپنی نسبت کی بات کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے اپنے امتی ہونے کا دعویٰ تو کرے۔ لیکن اس کے دین پر عمل کرنے کا احساس ختم کر دے۔ یہی چاہتے ہوئے انگریز نے علی گڑھ مدرسہ قائم کر دیا۔ یہی آج امریکہ اور مغربی دنیا چاہتی ہے۔ وہ قتل عام کر رہا ہے آپ کا افغانستان میں اور وہی آگ پاکستان میں آئی، عراق میں چلی، لیبیا میں گئی، الجزائر میں گئی، یمن میں آئی۔ اسی طرح شام میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ سعودی عرب پر خطرات منڈلا رہے ہیں۔ صومالیہ میں گئی، سوڈان میں گئی، کہاں کہاں پر کیا کیا کچھ نہیں ہوا۔ یہ قتل عام وہ انسانیت کا کر رہے ہیں۔ کسی قیمت پر مذہب کو زندہ نہیں ہونے دیتے۔ آج جو ہم جنگ لڑ رہے ہیں اسی تناظر میں ہے۔

اسی لئے میں کبھی کبھی اپنے علماء کرام سے اور دینی حلقوں کے علماء کرام سے کہتا ہوں کہ آپ کبھی کبھی غلبہ اسلام کی باتیں کرتے ہیں۔ ذرا تھوڑا سا نیچے آجائیے۔ یہ دور بقائے اسلام کی جنگ کا ہے۔ آؤ! ہم اپنے دین کی بقا کی جنگ لڑیں۔ ان کے اداروں کی بقا کی جنگ لڑیں۔ مدارس کی بقا کی جنگ لڑیں۔ مساجد کی بقا کی جنگ لڑیں۔ آج آپ پر قدغنیں لگائی جا رہی ہیں۔ دینی مدارس کو دہشت گردی کے مراکز کہا جا رہا ہے۔ مذہبی جماعتوں کو دہشت گردوں کے سہولت کار کا نام دیا جا رہا ہے۔

خود انسانیت کا قتل کریں اور کہیں کہ ہم امن بحال کر رہے ہیں ۔ پورے افغانستان کو بھون ڈالا، عراق کو بھون ڈالا، لیبیا کو بھون ڈالا ہے۔ ملک تقسیم ہو گئے ہیں۔ آج شمالی عراق اور جنوبی عراق الگ الگ ہو گئے، عربی اور کردی کی تقسیم ہے۔ شیعہ اور سنی کی تقسیم ہے۔ آپ لیبیا میں جائیں۔ لیبیا کے اندر تین ملک بنے ہوئے ہیں۔ تین جگہوں پر تین قسم کی حکومتیں ہیں۔ بکھیر دیا ہے ملکی وحدت کو۔ افغانستان میں جب آپ جنگ لڑ رہے تھے تو امریکہ آپ کے ساتھ تھا۔ مجاہدین آپ کے ساتھ تھے۔ پاکستان ان کی پشت پر تھا۔ پاکستان کی سرزمین ان کے لئے کھول دی گئی تھی۔ لیکن آج امریکہ اور ہندوستان افغانستان میں ہے اور پاکستان وہاں پر موجود نہیں ہے۔ آج ایران کا صدر ایک سال کے اندر دو مرتبہ ہندوستان کا دورہ کر رہا ہے۔ آج گوادر بندرگاہ کے مقابلے میں ایران کی چابہار بندرگاہ انڈیا بنا رہا ہے۔ تاکہ گوادر کی بندرگاہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔ خطے میں جو اس کی افادیت ہوگی۔ اس کو کم کیا جا سکے اور چابہار کے راستے سے تجارتی راستہ وسط ایشیاء تک ہندوستان اپنے قبضے میں لے۔ ساری منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ اس پر کام شروع ہو گیا ہے۔

ہندوستان کی طرف سے آپ کے دریا روکے جا رہے ہیں۔ وہاں ڈیم بن رہے ہیں اور آپ کا پانی ہندوستان استعمال کر رہا ہے۔ یہی صورت حال افغانستان کی طرف سے آنے والے پانیوں کی ہے کہ وہ بھی ڈیم بنا کر آپ کے پاکستان کا پانی روک رہے ہیں۔ ایسی صورحال میں نازک حالات سے پاکستان گزر رہا ہے۔ پڑوسی دنیا میں جس تنہائی کا سامنا ہے اس پر پاکستان کو فکر مند ہو جانا چاہیے کہ ہم اپنے وطن کی بقا کی جنگ کیسے لڑیں۔ بار بار ایک سال سے کہتا رہا ہوں کہ پاکستان میں سیاسی بحران مت پیدا کرو۔ اگر یہاں سیاسی بحران پیدا ہوئے تو آپ عالمی قوتوں کو ملک کے اندر لائیں گے۔ امریکہ کہہ چکا ہے نیو ورلڈ آرڈر کے حوالے سے کہ اب ہم دنیا میں نئی جغرافیائی تقسیم چاہتے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے زمانے اور اس دور کی پچھلی صدی کی تقسیم، وہ کہتے ہیں یہ تو برطانیہ کی خواہشات کے مطابق تھی۔ ان کے مفادات کے تابع تھی۔ اب ہم نے از سر نو تقسیم چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے کیا ہوتا ہے؟ پہلے بحران پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملک کو تقسیم کرنے کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان ساری باتوں پر ہماری نظر ہے۔ ہم آج اگر حکومت سے اختلاف کرتے ہیں، اگر آج ہم اسٹیبلشمنٹ سے اختلاف کرتے ہیں تو اس بات پر اطمینان ہوتا ہے کہ ہمیں حالات کے تجزیے کی صلاحیت ہے اور ہم جو حالات کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس پر رائے قائم کرتے ہیں، اس میں وزن ہوا کرتا ہے۔ یہ ہیں ہمارے مشترکات، آج ہم ملک کو کیسے بچائیں، آج ہم ملک کے اندر ملک کے نظریے کو کیسے بچائیں، آج ہم دین اسلام کو کیسے بچائیں؟۔

آپ انڈیا جائیں۔ انڈیا ایک سیکولر ملک ہے۔ اس کا آئین سیکولر ہے۔ پوری قوم کا سیکولر ہونے پر اتفاق ہے۔ لیکن مودی کی حکومت ہے۔ فرقہ واریت واپس آ رہی ہے۔ ہندو مسلمان کے درمیان پھر

تنازعات پیدا ہورہے ہیں۔ پاکستان ایک مذہبی ملک ہے۔ پورے ملک کا اس میں اتفاق ہے کہ یہ اسلامی جمہوریہ ہے۔ یہاں کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں ملکی اداروں کو، اسٹیبلشمنٹ کو، اداروں بیوروکریسی پر اثرات ایک لبرل اور سیکولر حلقے کے ہیں۔ ملک کا نظام ان کے ہاتھ میں چل رہا ہے۔ مذہبی حلقے کو سیاسی نظام سے باہر کردیا گیا ہے۔ یہ ہیں وہ عالمی تبدیلیاں اور تغیرات جو ہمیں متاثر کررہے ہیں۔ تو کیا ان حالات میں ہمیں سوچنا نہیں پڑے گا؟

ہم اصحاب کہف ہیں کہ تین سو سال تک غار میں رہے اور ہمیں دنیا کا کچھ پتہ نہیں۔ ہمارے دینی مدرسوں کو اس طرح بنایا جارہا ہے۔ ان کی صلاحیت اور استعداد کو کم کیا جارہا ہے تو اس اعتبار سے آج ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ الحمدللہ! آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کی جماعت پارلیمنٹ کے اندر موجود ہے۔ ہمیں معلوم ہے کون حملے کررہا ہے ناموس رسالت کے قانون پر۔ پچھلی حکومت میں ناموس رسالت کے حوالے سے قانون میں تبدیلی کا مسئلہ پیش آیا۔ تب دینی قوتیں اکٹھی ہوئیں اور ایک جلسہ کراچی میں کیا دوسرا لاہور میں اور تیسرے جلسے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حکومت سرانڈر ہوگئی تھی کہ ہم نہیں کرسکتے ٹھیک ہے۔ یہ آپ کو بتادوں جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی۔ ہم نے ان سے مذاکرات کئے خود پیپلز پارٹی کی حکومت نے باقاعدہ رپورٹ تیار کی کہ ناموس رسالت کا موجودہ قانون کافی اور شافی ہے اور اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں کی پارٹی کے لوگ سینٹ کے اندر اس قانون کے خلاف پھر تجاویز لارہے ہیں۔

ابھی جو ختم نبوت کا ایک مسئلہ پیدا ہوا اس میں ہمارے علماء کے خلاف اگر کسی نے ووٹ ڈالا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف نے ڈالا یا پاکستان پیپلز پارٹی نے ڈالا۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ آج مشکل سے ہمارے دوستوں کی تحریک کے نتیجے میں آزاد کشمیر کی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ان پارٹیوں والے اسمبلی سے باہر رہ گئے۔ ووٹ نہیں دیا، ڈالا ہی نہیں۔ تو ان حالات سے جب ہم گزر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہے۔ یہ سب کچھ حکومت نہیں کرسکتی۔ بتاتا ہوں میں، ہم تو ہر بات پر گالیاں حکمرانوں کو دیتے ہیں۔ آج باقاعدہ لابیاں ہیں، این جی اوز ہیں، این جی اوز دیمک کی طرح گھس گئیں ہیں اداروں میں اور وہ قانون کی تبدیلی کے لئے خفیہ کام کرتی ہیں۔ پتہ ہی نہیں چلنے دیتیں، تو ان این جی اوز کا راستہ روکنا ہے اور ان این جی اوز کا راستہ روکنے کے لئے آپ جب تک اپنی مذہبی قوتوں کو سپورٹ نہیں کریں گے تو یہ حالات نہیں بدلیں گے۔ ان شاء اللہ ختم نبوت کا عقیدہ محفوظ ہوگا۔ ان شاء اللہ ناموس رسالت کا قانون محفوظ ہوگا۔ اسلامی قوانین بھی محفوظ ہوں گے اور کسی مائی کے لال کو تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ!!!

گجرات میں علماء کنونشن سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب

موجودہ حالات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا پس منظر اور پیش منظر کے موضوع پر علماء کنونشن گجرات سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب اور اسلام آباد ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ!!

> ۱۰ر مارچ ۲۰۱۸ء کی ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور کی تیاری کے لئے جگہ جگہ علماء کرام کے ضلعی کنونشن منعقد ہوئے۔ اس سلسلہ کا ایک کنونشن ۵ر مارچ ۲۰۱۸ء کو ضلع گجرات کے علماء کرام کا جامعہ حنفیہ بجن کسانہ میں منعقد ہوا۔ اس میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان ہوا۔ جسے مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر احباب کی خواہش پر مولانا محمد رضوان عزیز نے کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کرایا۔ اس پر نظر ثانی اور حوالہ جات کا کام حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کیا۔ اب یہ انتہائی تاریخی و اہم دستاویز بن گئی ہے۔ گویا ۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء سے ۱۰ر مارچ ۲۰۱۸ء تک حکومتی کارستانیاں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد، کوششیں اور کاوشوں کا مفصل تذکرہ اس میں آگیا ہے۔
>
> افادۂ عام کی غرض سے اسے شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ!

بعد از خطبہ مسنونہ

حضرات علمائے کرام، برادران اسلام! ابھی مجھ سے پیشتر حضرت پروفیسر اشفاق حسین منیر صاحب دامت برکاتہم نے آج کے اجلاس کی غرض وغایت پر تفصیل سے گفتگو فرمادی ہے اور آپ حضرات میں سے شاید کوئی بھی ایسا ساتھی نہیں جس کو آج کے اجلاس کی غرض وغایت معلوم نہ ہو۔ حضرت مولانا محمد عمر عثمانی صاحب نے مجھے حکم کیا ہے کہ گزشتہ چند ماہ میں ختم نبوت کے ''حلف نامہ'' کو ''اقرار نامہ'' میں اور بی اور سی کے بارہ میں حکومتی رویہ، اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کردار کیا رہا۔ اس کے بارہ میں آپ حضرات علماء کرام کے سامنے گزارشات پیش کروں۔ میں درخواست گزار ہوں آپ حضرات سے کہ ''حلف نامہ'' اور ''اقرار نامہ'' کے حوالے سے ۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء سے جو بحث شروع ہوئی ہے۔ آج ہم ۵ر مارچ میں بیٹھے ہیں، یہ پانچ مہینے سے زیادہ کا وقت ہوگیا، ابھی تک عدالت میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل ہے، اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جس وقت قادیانی مسئلہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدو جہد اور بحث کو قومی اسمبلی کے سپرد کیا گیا تو اس وقت ہمارے پرائم منسٹر جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اعلان کیا تھا کہ ۷؍ستمبر کو اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک مہینہ قومی اسمبلی میں بحث ہو تی رہی اور اب وہ کوئی راز نہیں رہا۔ آپ حضرات کی مسکین جماعت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ ہزار پابندیوں کے باوجود وہ سارا ریکارڈ چھاپ دیا ہے۔

اس وقت جناب بھٹو مرحوم نے ۶، ۷؍ستمبر کی درمیانی رات حضرت مولانا مفتی محمود ؒ کو یہ پیغام بھجوایا کہ چار پانچ آدمی آپ حزب اختلاف کے آجائیں اور چار پانچ ہم حکومت کے ارکان بیٹھ کر کسی متفقہ مسودے پر جمع ہو جائیں۔

متفقہ مسودے کا معنی یہ ہے کہ ایک تو مجلس عمل کی طرف سے قرارداد تھی۔ ۳۸ قومی اسمبلی کے ممبران نے جس پر دستخط کئے تھے۔ پہلے دستخط حضرت مفتی صاحب ؒ کے تھے۔ البتہ قرارداد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی ؒ نے جمع کرائی۔

گورنمنٹ کی طرف سے بھی ایک قرار داد آئی۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ نے بھی ایک قرارداد پیش کی۔ جامعہ محمدی چنیوٹ کے حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب مرحوم جو دیوبند کے فاضل تھے اور سیال شریف کی گدی سے ان کا تعلق تھا، ایک قرارداد انہوں نے جمع کرائی تھی۔ آپ حضرات کے راولپنڈی کے قریب چونترہ کے مضافات میں ایک خاندان ہے۔ وہ سکہ بند پرانا قادیانی خاندان ہے، ان کے افراد میں سے ایک کا نام جنرل عبدالعلی تھا۔ وہ بھی قادیانی تھا اور جنونی قسم کا۔ دوسرا ملک اختر جنرل تھا، وہ بھی قادیانی تھا۔ ان کے ایک کزن تھے۔ ان کا نام ملک جعفر تھا۔ وہ بھی قادیان میں پڑھتے رہے اور جنونی قادیانی تھے۔ ملک جنرل عبدالعلی کی ہمشیرہ ملک جعفر کے گھر میں تھیں۔ ملک جعفر کی ہمشیرہ جنرل عبدالعلی کے گھر میں، اور یہ آپس میں چچازاد بھائی اور ایک دوسرے کے بہنوئی اور سالا بھی تھے۔ آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ملک جعفر مسلمان ہوگیا۔ جنرل عبدالعلی قادیانی کی ہمشیرہ بھی مسلمان ہوگئی اور ان کے بھانجے بھی مسلمان ہوگئے۔ جنرل عبدالعلی کی والدہ جو ملک جعفر کی ساس تھیں، وہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ ملک جعفر صاحب جنہوں نے قومی اسمبلی کا ۱۹۷۰ء کا الیکشن پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر لڑا، اور کامیاب ہوئے، تو ایک قرارداد قومی اسمبلی میں انہوں نے بھی جمع کرائی۔ تقریباً چھ قراردادیں تھیں۔ بھٹو صاحب کا خیال یہ تھا اور یہ بالکل صحیح تھا کہ بیک وقت چھ قراردادوں پر اگر قومی اسمبلی میں بحث شروع ہوگئی تو ایوان مچھلی بازار بن جائے گا۔ ان چھ قراردادوں کو سامنے رکھ کر ایک متفقہ مسودہ تیار کرلیں اور حکومت یا اپوزیشن کی بجائے وہ ایوان کی طرف سے متفقہ قرارداد پیش ہو۔ وفاقی وزیر قانون قرارداد پیش

کرے۔ قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمود ؒ سب سے پہلے اس کی تائید کردیں، پھر استصواب رائے کرالیا جائے اور اسمبلی کے ارکان اپنا حق رائے دہی استعمال کریں۔ اس کے بعد پرائم منسٹر بطور قائد ایوان کے پالیسی بیان دیں۔ اپوزیشن، حکومت، اور تمام اراکین پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کریں اور اجلاس کی کارروائی مکمل کرلی جائے۔ اب متفقہ مسودے پر ان حضرات کی دو تین گھنٹے کی تفصیلی گفتگو ہوئی اور تقریباً آپ حضرات کے ہم عصر رفقاء وخدام میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے (مولانا اللہ وسایا) یہ اعزاز بخشا ہے کہ کراچی سے لے کر خیبر تک بیسیوں مرتبہ دیوانوں کی طرح میں نے اس کی گردان پڑھی ہے۔ آج کی مجلس میں اس سے متعلق ایک بھی جملہ آپ حضرات کی خدمت میں، میں نے عرض نہیں کرنا، بلکہ اس کا تکملہ بیان کرنا ہے۔

حضرات گرامی! جب یہ ان قراردادوں کی روشنی میں ایک مسودہ تیار کرنے سے فارغ ہوئے، اٹھنے لگے، تو بھٹو مرحوم نے بیٹھے بیٹھے حضرت مفتی صاحب ؒ کی کلائی پر ہاتھ رکھا اور انہیں کہا کہ: حضرت مفتی صاحب ؒ! میری ایک پریشانی ہے۔ آپ میری مدد کریں۔ سارا وفد بیٹھ گیا تو جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے حضرت مفتی محمود ؒ سے کہا: مفتی صاحب ؒ! میں ساری رات کروٹیں بدلتا رہا ہوں۔ کوہ ہمالیہ کسی کے سر پر رکھ دیا جائے تو شاید وہ اتنا وزن محسوس نہ کرے، جتنا میں ذہنی طور پر پریشان ہوں۔ میری پریشانی یہ ہے کہ کل ہم قرارداد پاس کرانے چلے ہیں۔ قرارداد منظور ہوجائے گی اور قادیانیوں کو آئین میں غیرمسلم درج کردیا جائے گا اور اگر اگلے دن کراچی سے خیبر تک تمام قادیانی اس کو تسلیم کرنے سے انکار کردیں تو کیا ایک ایک قادیانی کو پکڑ کر اس کے اوپر قانون نافذ کیا جائے گا۔ یہ کتنا مشکل اور دشوار مرحلہ ہوگا؟ حضرت مولانا مفتی محمود ؒ نے بھٹو مرحوم سے فرمایا کہ بھٹو صاحب! آپ بلاوجہ پریشان ہورہے ہیں۔ حل میں بتاتا ہوں، عمل آپ کرلیں۔ ایک سیکنڈ لگے گا۔ کراچی سے خیبر تک ہر قادیانی کی گردن میں قانون کا پھندا ایسا فٹ ہوجائے گا کہ قانون کے سامنے ہر قادیانی گردن جھکائے پوری دنیا کو نظر آئے گا۔ بھٹو مرحوم اس پر بہت سیریس ہوئے۔ انہوں نے کہا: جی ارشاد فرمائیں؟

حضرت مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: کیا سارے ملک کے شناختی کارڈ بنتے ہیں؟ بھٹو مرحوم نے فرمایا: بنتے ہیں۔ مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: کیا سارے ملک کی ووٹر لسٹیں بھی بنیں گی؟ بھٹو مرحوم نے فرمایا: بنیں گی۔ مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: بیرون ملک جس نے سفر کرنا ہو، اسے پاسپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے؟ بھٹو مرحوم نے کہا: ہوتی ہے۔ مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: میری تجویز یہ ہے کہ شناختی کارڈ کے اپلیکیشن فارم میں، پاسپورٹ کے اندر اور ووٹر لسٹوں میں ایک کالم کا آپ اضافہ کردیں، مذہب کے ایک خانے کا اضافہ کردیں جس میں ہر پاسپورٹ اور ووٹر لسٹ میں اپنا نام درج کرانے والا اور ہر شناختی کارڈ

بنانے والا اپنے مذہب کا اعلان کرے۔ جو ہندو ہیں، اپنے آپ کو ہندو لکھیں، جو سکھ ہیں، اپنے آپ کو سکھ لکھیں اور جو مسلمان ہیں، وہ مذہب میں اسلام لکھیں۔ جو مذہب میں اسلام لکھیں، ان کے لئے ان تینوں کا غذات میں:

ا......یعنی ووٹر لسٹوں کی فہرست میں۔۲...... پاسپورٹ میں۔۳......شناختی کارڈ کے اپلی کیشن فارم میں......!

نیچے دو سطروں کا ایک حلف نامہ دے دیں کہ میں رحمت عالم ﷺ کو غیر مشروط طور پر اللہ رب العزت کا آخری نبی سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے لاہوری یا قادیانی کو بھی غیر مسلم سمجھتا ہوں اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ قادیانی اگر مسلمانوں میں نام لکھواتا ہے، اپنا مذہب اسلام لکھتا ہے تو نیچے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر اسے دستخط کرنے پڑیں گے، بھلے سارے قادیانی مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط کرتے ہیں، مسلمانوں میں نام لکھواتے ہیں تو ہمیں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر وہ مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط نہیں کرتے تو خانہ مذہب میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھوا سکتے۔ میرے نزدیک اس کا یہ حل ہے گویا کہ ایک ایسا قانونی اور آہنی شکنجہ تیار کر دیا گیا قادیانیوں کے لئے کہ مسلمانوں میں نام لکھوائیں تو مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط کریں اور اگر مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط نہیں کرتے تو مسلمانوں میں نام نہیں لکھوا سکتے۔

اس پر بھٹو مرحوم وجد کی کیفیت میں کھڑے ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب ؒ کو بھی ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا، سینے سے لگایا اور بار بار ان کا ہاتھ پکڑ کے خوب جھٹک کے کہتے: مفتی صاحب ؒ! آپ بہت ذہین آدمی ہیں اور ہماری سوچ سے بھی زیادہ ذہین آدمی ہیں۔ ساری رات میں جس مسئلے کو حل نہیں کر پایا، آپ نے سیکنڈ لگایا، اسے حل کر دیا۔

میرے بھائیو! یہ ہے ''حلف نامہ'' اب اس کی رو سے ووٹر لسٹوں میں جس وقت تک مذہب کا خانہ موجود ہے تو ووٹر لسٹوں کی جس وقت تیاری ہوگی، عیسائیوں کی فہرست علیحدہ بنے گی۔ ہندوؤں کی علیحدہ، سکھوں کی علیحدہ، قادیانیوں کی علیحدہ، مسلمانوں کی علیحدہ، بدھسٹ کی علیحدہ۔

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں ۱۹۷۷ء کا الیکشن بھٹو مرحوم کے زمانہ میں ہوا اور وہ مخلوط الیکشن تھا۔ لیکن اس میں (۱۹۷۷ء) فہرستیں سب کی جدا جدا تھیں۔ آگے چل کر جنرل ضیاء الحق مرحوم تشریف لائے۔ انہوں نے جداگانہ طرز انتخاب کا اعلان کیا اور جداگانہ طرز انتخاب میں تو فہرستیں ہوتی ہی جدا جدا ہیں۔ اس کے بغیر جداگانہ الیکشن نہیں ہو سکتا۔

لیکن جنرل صاحب کے زمانہ میں ایک اور حادثہ ہو گیا۔ ایک تھے جسٹس مولوی مشتاق حسین۔ اس

کے نام کے ساتھ ''مولوی'' کا لفظ تھا۔ ''مولوی'' یہ ان کے خاندان کی گوت تھی، مولوی نہیں تھا۔ جیسے آج کل ایک مجبوبہ مفتی ہیں، وہ مقبوضہ کشمیر کے اندر ہوتی ہیں، مفتی کہلاتی ہیں، لیکن وہ مفتی نہیں ہیں، صرف محبوبہ ہیں۔ آپ حضرات میں سے جو مفتی ہیں، میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وہ مفتی نہیں ہیں۔ وہ انڈیا کی رہنے والی ہیں تو یہ ان کے خاندان کی ایک گوت تھی۔ مولوی اس کو کہتے تھے۔ اب میں مولوی کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے مشتاق حسین کا لفظ استعمال کروں گا۔ اس جسٹس مشتاق حسین نے (آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ) جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی سزائے موت کا فیصلہ لکھا تھا۔ جب یہ ریٹائر ہوئے جنرل ضیاء الحق صاحب نے احسان اتارنے کے عوض میں ان کو الیکشن کمیشن کا سربراہ مقرر کردیا۔ مشتاق صاحب کے ذہن پر ہر وقت یہ واہمہ سوار رہتا تھا کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی برسراقتدار آ گئی تو مجھے الٹا لٹکا کے میری چمڑی ادھیڑ دیں گے۔ جب یہ الیکشن کمیشن کا سربراہ بنا تو لاہور کے اندر شملہ پہاڑی کے قریب مرزا ناصر ٹھہرا ہوا تھا۔ رات کے وقت جسٹس مشتاق حسین اس کو ملنے کے لئے گیا اور یہ سب سے پہلے خبر حضرت مولانا تاج محمود ﷫ نے (ان کے اتنے ذرائع تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑ رحمتیں ہوں ان کی تربت پر، انہوں نے) اپنے ہفت روزہ لولاک میں شائع کی تھی۔

حضرات علماء کرام! مرزا ناصر احمد نے مشتاق حسین کو یہ پیشکش کی کہ آپ الیکشن کرائیں۔ الیکشن سے فارغ ہوکر ریٹائرمنٹ لیں۔ عالمی عدالت کا جج چوہدری ظفر اللہ قادیانی ہے، میں اس سے کہتا ہوں، وہاں ہیگ میں آپ کی ملازمت کا انتظام کرادیتا ہوں، آپ بقیہ زندگی بیرون ملک گزاریں، ملازمت بھی کریں، پیسے بھی کمائیں، چین سے رہیں، اس کے عوض میں ہمارا ایک کام کردیں۔

اور وہ کام یہ کہ: یہ جو مسلمانوں کے لئے حلف نامہ ہے، دو تین جگہ پر الفاظ کا ہیرپھیر کر کے (ڈرافٹ بھی ساتھ لایا تھا کہ آپ اس کے اندر) یہ ترمیم کردیں۔ تاکہ قادیانی ہونے کے باوجود ہم مسلمانوں میں اپنا نام لکھوا سکیں، مشتاق حسین اس کے لئے تیار ہوگیا۔ اگلے دن گورنمنٹ کی پریس کو ٹھیکہ دے دیا گیا اور کروڑوں کی تعداد میں نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا الیکشن کے فارم چھاپے اور اس تبدیل شدہ حلف نامے سے، ہم فارغ ہوگئے۔ قادیانی سازش مرزا ناصر اور مشتاق حسین کے ملاپ سے کامیاب ہوگئی۔

اب آپ حضرات کی مسکین جماعت، مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری ﷫ تھے، وہ گئے۔ انہوں نے پرانا حلف نامہ بھی لیا اور نیا حلف نامہ بھی حاصل کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود ﷫ نے شوگر کے باعث (انگوٹھے کا آپریشن کرایا ہوا تھا) سی ایم ایچ راولپنڈی میں داخل تھے، جا کر ان کو دیا تو مفتی صاحب ﷫ نے بڑی دقت نظر سے ان کو پڑھا، نیچے رکھا، عینک اتاری، سرہانے پر رکھی، آنکھوں کو مسلا اور آب دیدہ ہوکر مولانا محمد شریف جالندھری ﷫ سے کہا کہ:

مولانا! یہ ہمارے ساتھ کیا ہوگیا؟ ہمارے بزرگوں کی سو سالہ جدوجہد تھی، ساری غارت گئی ہے۔ یہ ہوا کیا ہے؟ مولانا محمد شریف جالندھری ؒ نے تفصیلات بتائیں۔ وہیں سے بیٹھ کر حضرت مفتی صاحب ؒ نے فون کرایا۔اس زمانہ میں آپ حضرات کا یہ موبائل وغیرہ تو ہوتا نہیں تھا۔فون کرایا نوابزادہ نصراللہ کو۔ وہ آئے۔ حضرت مفتی صاحب ؒ اور حضرت نوابزادہ ؒ دونوں ضیاء الحق مرحوم کے پاس گئے۔ان کے سامنے فارم رکھے تو ایسی بدیہی اس کے اندر تبدیلی تھی کہ بولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ضیاء مرحوم نے دیکھا تو اس نے مشتاق کو فون کیا۔مشتاق نے کہا:نہیں!وہ تو ایک دو لفظ کی بات ہے،کوئی ایسی تبدیلی نہیں۔انہوں نے کہا: تبدیلی نہیں، جنرل ضیاء الحق مرحوم نے فرمایا: یہ تمہارے کہنے کے مطابق تو ایسا نہیں ہوگا۔واقعہ یہ ہے کہ تم نے تبدیلی کی ہے اور حضرت مفتی صاحب ؒ میرے پاس بیٹھے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ فارم تبدیل کرو۔اس نے کہا: فارم تو تبدیل نہیں ہو سکتے۔وہ تو چھپ گئے ہیں اور اگر دوبارہ چھاپے گئے تو کروڑوں کا نقصان ہوگا بجٹ کا،قوم کا،تو ضیاء الحق مرحوم نے مفتی صاحب ؒ سے درخواست کی کہ حضرت!اس دفعہ تو آپ مان جائیں۔آپ بھی زندہ ہیں،میں بھی زندہ ہوں، وعدہ رہا اگلے الیکشن میں تصحیح کرلیں گے۔مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: ضیاء صاحب! آپ لمبی سوچ کر بیٹھے ہیں۔ہمارے نزدیک تو جو سانس نکل کر جارہا ہے، یہ بھی توقع نہیں کہ یہ واپس آئے گا یا نہیں۔آپ پانچ سال کی مجھ سے مہلت مانگتے ہیں کہ پانچ سال کے لئے ہم اپنا دین،اپنی غیرت اور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ وابستگی آپ کے پاس گروی رکھ دیں؟ آپ ہم سے یہ توقع نہ رکھیں۔کراچی سے خیبر تک اگر ایک ووٹ بھی قادیانیوں کا مسلمانوں کی فہرستوں میں درج ہوا تو اکیلے دیوانہ وار میں سڑکوں پر آؤں گا اور پھر اس کے بعد جو ہونا ہے،دیدہ باید!

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا۔ضیاء مرحوم کو بات سمجھ میں آگئی اور وہ بار بار کہتا تھا کہ جی نقصان بہت ہوگا خزانے کا،مفتی صاحب ؒ نے فرمایا: وہ تم مشتاق کے پیٹ سے نکالو نا، یہ اس نے زیادتی کی ہے۔وہ اس کا ذمہ دار ہے۔اس کو کس نے اختیار دیا تھا ترمیم کرنے کا؟ باقی فارم غلط یہ سارے کینسل کریں،نئے چھاپیں۔چنانچہ آپ حضرات کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ آج سے تقریباً تین دھائی پہلے یعنی ۳۰ سال پہلے کی بات عرض کررہا ہوں کہ اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ آپ حضرات کے ملک عزیز میں بغیر کسی تحریک چلائے،ایک مرتبہ پھر کفر ہارا اور اسلام جیتا۔

حضرات علماء کرام! میں پاکستان کی تاریخ نہیں بیان کررہا۔اس کے بعد کون کون آئے برسراقتدار، یہ تاریخ کا عنوان ہے،میرے موضوع کا حصہ نہیں۔میں اپنے موضوع کے متعلق نتیجے کی باتوں کا انتخاب کررہا ہوں۔

آگے چل کر پھر دور آتا ہے جناب پرویز مشرف کا۔جنرل ضیاء الحق صاحب نے اعلان کیا تھا کہ

جداگانہ انتخابات ہوں گے۔ پرویز مشرف نے کہا مخلوط ہوں گے۔ پرویز مشرف نے جب مخلوط انتخابات کا اعلان کیا تو مخلوط انتخابات کو بہانہ بنا کر انہوں نے ساری فہرستیں جس طرح چوہڑے کی چھری ہوتی ہے حلال کے اوپر بھی چلتی ہے، حرام کے اوپر بھی چلتی ہے۔ اس طرح کر کے انہوں نے مسلمانوں اور قادیانیوں کی فہرستیں مکس کر دیں۔ تب فلیٹی ہوٹل لاہور میں اجلاس ہوا۔ چاروں مکاتب فکر، پانچوں وفاق المدارس، ملک بھر کی مذہبی، سیاسی جماعتیں اس اجلاس کے اندر شریک ہوئیں۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نے اس کی صدارت کی۔ آج میں جب آنکھیں بند کرتا ہوں تو وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے کہ ان کے دائیں نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم تھے اور بائیں قاضی حسین احمد مرحوم تھے۔ ساری قیادت موجود تھی اور دن بھر غور کرنے کے بعد شام کو انہوں نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا کہ ایک ہفتے کی پرویز مشرف صاحب کو مہلت ہے کہ وہ فہرستیں جدا جدا تیار کرائیں۔ اگر جدا جدا تیار نہ کیں تو ہم سڑکوں پر آئیں گے۔ آپ حضرات کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس اعلان کے چھتیس گھنٹے کے بعد پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پرویز مشرف کی گردن کے اندر جو سریا تھا وہ ٹیڑھا ہوا اور لفظ تو غیر مناسب ہے، لیکن کہے بغیر چارہ نہیں کہ جو اس نے اگلا تھا، اسے نگلنا پڑا اور اس کے ساتھ ساتھ ۲۰۰۲ء کے الیکشن اصلاحات میں ۷بی اور ۷سی کا اضافہ بھی کیا گیا۔

۷بی یہ ہے: دفعہ ۷ب میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ: ''مخلوط طرز انتخاب کے باوجود قادیانیوں اور لاہوریوں کی قانونی حیثیت غیر مسلم ہی کی رہے گی، جیسا کہ دستور پاکستان میں یہ طے پایا ہے۔''

۷سی یہ ہے: دفعہ ۷ج میں یہ قرار دیا گیا کہ: ''اگر کسی ووٹر پر کسی کو اعتراض ہو کہ اسے مسلمان ظاہر کیا گیا ہے، جب کہ در حقیقت وہ قادیانی یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہے تو اس ووٹر پر لازم ہوگا کہ وہ مجاز اتھارٹی کے سامنے ختم نبوت پر ایمان کے متعلق اس طرح کا بیان حلفی جمع کرائے، جیسے مسلمان کرتے ہیں۔ مزید یہ قرار دیا گیا کہ: ایسا بیان حلفی جمع کرانے سے انکار کی صورت میں اسے غیر مسلم متصور کیا جائے گا اور اس کا نام مسلمانوں کی ووٹر لسٹ سے نکال دیا جائے گا۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ: اگر ایسا ووٹر مجاز اتھارٹی کے سامنے پیش ہی نہ ہو، باوجود اس کے کہ اسے باقاعدہ نوٹس مل چکا ہو تو ایسی صورت میں اس کے خلاف قضاء علی الغائب............ کے اصول پر فیصلہ کیا جائے گا۔''

اور اللہ نے کرم کیا کہ ایک دفعہ پھر اس مسئلے پر کفر ہارا اور اسلام جیتا۔

میرے بھائیو! میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اب آپ حضرات کے ملک میں ۲۰۱۸ء کے الیکشن کی تیاری ہو رہی ہے۔ ہر الیکشن کے موقع پر ایک انتخابی اصلاحات کا بل قومی اسمبلی کے اندر آتا ہے۔ اس دفعہ بھی ۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء کو نیشنل اسمبلی میں ۲۰۱۸ء کے الیکشن کے لئے انتخابی اصلاحات کا بل لایا گیا۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ پچھلے الیکشن میں اگر کوئی کمی کوتاہی رہ گئی تھی تو اس دفعہ دور کر لیں۔ تجربات

کی روشنی میں کہ یہ ٹھیک نہیں۔ اس طرح کرلیں، اس طرح نہیں، یوں کرلیں، یوں نہیں، یوں کرلیں۔ اس کے لئے انہوں نے کمیٹی بنائی اور میں تسلیم کرتا ہوں جمیعت علماء اسلام سمیت ساری جماعتوں کا ایک ایک نمائندہ اس کمیٹی میں تھا۔ چھتیس ارکان کی وہ کمیٹی تھی اور تقریباً ڈیڑھ سال میں ایک سو چھبیس اس کے اجلاس ہوئے۔ یوں کردو، یوں نہیں، یوں کرو، یہ ٹھیک نہیں، ایسے ہے، یہ سارے کمنٹس جو ہیں وہ وزارت قانون نے تیار کرنے تھے۔ اب اس کا فائنل ڈرافٹ وہ بھی وزارت قانون نے تیار کرنا تھا۔

میں اللہ رب العزت کے گھر میں ہوں، سونے کی تول تول رہا ہوں۔ میں کسی کی جانب داری نہیں کررہا کہ گفتگو کو لچھے دار بنانے کے لئے میں اپنی عاقبت خراب کروں۔ میں ایسے نہیں کررہا۔ پارلیمانی نمائندہ کمیٹی کے ایک سو چھبیس اجلاسوں کے بعد ایک اور اجلاس ہوا، میں دیانتداری کے ساتھ عرض کررہا ہوں کہ اس اجلاس کے اندر انوشہ رحمان بھی موجود تھی۔ اس اجلاس کے اندر وزیر قانون بھی موجود تھے۔ ڈپٹی اٹارنی جنرل قادیانی عامر الرحمان وہ بھی موجود تھا۔ (جب اس کو ڈپٹی اٹارنی جنرل بنایا جارہا تھا، اس وقت نواز گورنمنٹ سے ہم نے درخواست کی کہ یہ سکہ بند قادیانی ہے، اس کو ڈپٹی اٹارنی جنرل نہ بنائیں، لیکن ہماری نہیں سنی گئی) میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کے علاوہ ہیومن رائٹس کا نمائندہ موجود تھا اور جیسے قادیانیوں سے پوچھ کر کہ آپ کو کیا چاہیے، بل کے اندر تبدیلی کردی گئی۔ بظاہر یہ ایک دو الفاظ تھے، لیکن نتیجے کے اعتبار سے آپ نے پست ہوجانا تھا اور قادیانیوں نے دوبارہ آپ کے سروں پر مسلط ہوجانا تھا۔ اب یہ بل سینیٹ میں آیا، وہاں پر حافظ حمد اللہ صاحب بولے کہ اس بل میں ''حلف نامہ'' کو ''اقرار نامہ'' میں تبدیل کیا گیا ہے، یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے اوپر باقاعدہ رائے شماری بھی ہوئی اور تحریک انصاف نے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے سینیٹ میں اس کے خلاف ووٹ دیا اور اس کے نتیجے میں ایک ووٹ کی کمی سے حافظ حمد اللہ صاحب کی یہ قرارداد مسترد ہوگئی اور وہ وہاں ہار گئے اور شام کو قومی اسمبلی میں یہ بل پیش کردیا گیا۔ وہاں کشور نعیمہ ایک خاتون ہیں جمیعت کی رکن اسمبلی، طارق اللہ صاحب جو جماعت اسلامی کے ایک نمائندہ ہیں قومی اسمبلی میں، وہ اور شیخ رشید صاحب ان حضرات نے آواز بلند کی، لیکن اس تیزی کے ساتھ ۸۰ صفحے کا بل گزارا دیا گیا اور اسے آناً فاناً پاس بھی کردیا کسی کو سنبھلنے کا ہی موقع نہ دیا۔ ان حضرات کا خیال یہ تھا کہ پہلے تو اس بل کو پڑھے گا کوئی نہیں۔ کسی نے پڑھا تو سمجھے گا کوئی نہیں۔ سمجھا تو بولے گا کوئی نہیں۔ بولا تو آگے سنے گا کوئی نہیں۔ کسی نے سنا تو مانے گا کوئی نہیں۔ کسی نے مانا تو ان کے ساتھ کوئی چلے گا نہیں۔ ساتھ چلے تو دو دن کے بعد تھک کر بیٹھ جائیں گے۔ اتنے مفروضوں در مفروضوں کے بعد انہوں نے یہ بل پیش کیا۔

میرے بھائیو! آپ حضرات بھی اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے اگر دین کا کام لے لیں تو ہمیں اس کے اوپر اترانا نہیں چاہیے۔ یہ اس کریم کا کرم ہے، ورنہ کسی بھی کام کے لئے اس کی ذات کسی

وسیلے کی بھی محتاج نہیں ہے۔ آپ حضرات ذرا اندازہ تو کریں نا میاں!

آج رات کو بل پاس ہوا، اگلا دن ہونے سے پہلے، سورج نکلنے سے پہلے، کراچی سے خیبر تک پوری حضورﷺ کی امت کو اللہ رب العزت نے ختم نبوت کے مسئلے پہ ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا۔ اب گورنمنٹ کے لئے لینے کی بجائے دینے پڑ گئے۔ کبھی کہتے تھے کچھ نہیں ہوا، کبھی کہتے تھے انگریزی پڑھو۔ وہ بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے تھے۔ اس کی مخالفت میں اور بہت کچھ ہوا اور اللہ رب العزت نے کرم کیا۔ میں تفصیلات میں نہیں جاتا، اشارے کرتا ہوں، آپ حضرات کا زیادہ وقت نہیں لیتا کہ اس ایک رات کی جدوجہد کے نتیجے میں اگلے دن شام تک گورنمنٹ کو اپنی غلطی تسلیم کرنا پڑی اور پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں یہ پہلا انوکھا نرالا واقعہ ہے کہ آج ایک ترمیمی بل منظور ہوا۔ ۲ / اکتوبر کو ۳ چھوڑ کر ۴ کو یعنی آج بل پیش ہوا، ایک دن چھوڑ کر اگلے دن۔ اس ترمیمی بل میں گورنمنٹ کو ترمیم کرنا پڑی۔ یہ ایک انوکھا واقعہ ہے۔ اس ترمیمی بل کا متن حسب ذیل ہے:

”[قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے]

انتخابات ایکٹ، ۲۰۱۷ء میں ترمیم کرنے کا بل

ہرگاہ کہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں رونما ہونے والی اغراض کے لئے انتخابات ایکٹ، ۲۰۱۷ء (نمبر: ۳۳ بابت ۲۰۱۷ء) میں ترمیم کی جائے۔

بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے:

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز نفوذ: (۱) یہ ایکٹ انتخابات (ترمیمی) ایکٹ ۲۰۱۷ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ ایکٹ نمبر ۳۳ بابت ۲۰۱۷ء کی دفعہ ۲۴۱ میں ترمیم: انتخابات ایکٹ ۲۰۱۷ء (نمبر ۳۳ بابت ۲۰۱۷ء) بعد ازیں جس کا حوالہ مذکورہ ایکٹ کے طور پر دیا گیا ہے، دفعہ ۲۴۱ میں شق (د) میں، نیم وقفہ سے قبل، عبارت ”ماسوائے آرٹیکلز ۷ ب اور ۷ ج“ کو شامل کر دیا جائے گا۔

۳۔ ایکٹ نمبر ۳۳ بابت ۲۰۱۷ء کے فارم الف میں ترمیم: مذکورہ ایکٹ میں، فارم الف میں، امیدوار کی جانب سے اقرارنامہ میں:

(۱) عنوان ”امیدوار کی جانب سے اقرارنامہ“ کو ”نامزد شخص کی طرف سے اقرارنامہ اور بیان حلفی“ سے تبدیل کر دیا جائے گا۔

(۲) مذکورہ بالا تبدیل شدہ عنوان کے تحت، پیرا ۱۱ کے ذیلی پیروں (اول)، (دوم)، (سوم)، (چہارم) اور (پنجم) کو، حسب ذیل سے تبدیل کر دیا جائے گا۔

''۱- میں مذکورہ بالا امیدوار حلفاً اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ:

(اول) میں نے مذکورہ بالا نامزدگی پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل ۶۲ میں مصرحہ اہلیت پوری کرتا/کرتی ہوں اور یہ کہ سینیٹ/قومی اسمبلی/صوبائی اسمبلی ☆ کا/کی رکن منتخب ہونے کے لئے دستور کے آرٹیکل ۶۳ یا فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون میں مصرحہ نااہلیتوں میں سے کسی کی زد میں نہیں آتا/آتی ہوں۔

(☆ دوم) میرا تعلق.................................. سے ہے اور مذکورہ سیاسی جماعت

(دوم) میرا تعلق .... سے ہے اور مذکورہ سیاسی جماعت کی طرف سے جاری کردہ

(سیاسی جماعت کا نام)

سرٹیفکیٹ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں مذکورہ بالا حلقۂ انتخاب سے جماعتی امیدوار ہوں، منسلک ہے۔

یا میرا کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

۲- میں مذکورہ بالا امیدوار حلفاً اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ:

(☆☆ اول) میں خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا/رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور یہ کہ میں کسی ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح نہیں مانتا/مانتی ہوں اور نہ ہی قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا/کہتی ہوں۔

(دوم) میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے کئے ہوئے اس اعلان کا وفادار رہوں گا/گی کہ پاکستان معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک جمہوری مملکت ہوگی۔ میں صدق دل سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا/گی اور پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کا تحفظ اور دفاع کروں گا/گی اور یہ کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا/گی جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

۳- میں متذکرہ بالا امیدوار یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے خصوصی اکاؤنٹ نمبر.........(جدولی بنک کا نام اور برانچ)................................. کے پاس انتخابی اخراجات کی غرض کے لئے کھولا ہے۔''

(۳) باقی ماندہ پیروں ۲، ۳، ۴ اور ۵ کو بطور ۴، ۵، ۶ اور ۷ دوبارہ نمبر لگائے جائیں گے اور

(۴) صفحہ کے آخر میں، حسب ذیل عبارت شامل کردی جائے گی۔

’’☆غیر متعلقہ الفاظ قلمزد کر دیے جائیں گے۔

☆☆صرف مسلمان امیدواروں کے لئے۔

بیان اغراض ووجوہ

انتخابات ایکٹ، ۲۰۱۷ء (نمبر ۳۳ بابت ۲۰۱۷ء) کے وضع کیے جانے کے واقعہ کے بعد نامزدگی فارم (فارم الف) جو کہ ایکٹ کے تحت منسلک ہے کے بارے میں قومی اسمبلی میں اور میڈیا میں بھی’’ امیدوار کی جانب سے اقرار نامے کے الفاظ کی نسبت بدگمانی کا اظہار کیا گیا ہے۔

۲-مزید تنازعہ سے بچنے کے لئے قومی اسمبلی کی تمام سیاسی جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ’’نامزد شخص کی طرف سے اقرار نامہ اور بیان حلفی کے اصل متن جو کہ اصل فارم-۱ الف میں شامل ہے کو اصل حالت میں بحال کیا جانا چاہیے۔

۳-عام انتخابات کے انعقاد کے فرمان ۲۰۰۲ء (چیف ایگزیکٹو فرمان نمبر ۷ بابت ۲۰۰۲ء) کی منسوخی کے نتیجے میں آرٹیکلز ۷-ب اور ۷-ج کے حذف کی نسبت بھی بدگمانی کا اظہار کیا گیا ہے۔ مزید تنازع سے بچنے کی خاطر تمام سیاسی جماعتوں میں اس بات پر اتفاق ہے کہ آرٹیکلز ۷-ب اور ۷-ج کے احکامات کو انتخابات ایکٹ ۲۰۱۷ء کی دفعہ ۲۴۱ میں ترمیم کے ذریعہ ایضاً برقرار رکھا جائے، لہٰذا یہ بل وضع کیا گیا۔

زاہد حامد........وزیر برائے قانون وانصاف وزیر انچارج۔‘‘

اب میں درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے لئے صرف ایک مسئلہ باقی رہ گیا تھا اور وہ تھا ’’۷.بی‘‘ اور ’’سی‘‘ کا آپ حضرات توجہ فرمائیں کہ ’’۷.بی‘‘ اور ’’۷سی‘‘ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اگر کوئی قادیانی غلط طور پر مسلمانوں میں اپنا ووٹ درج کرادے، اس علاقے کے مسلمانوں کو پتہ لگے کہ یہ قادیانی تھا، اس نے غلط ووٹ درج کرایا، وہ مجاز اتھارٹی کو درخواست دے سکتے ہیں۔ مجاز اتھارٹی درخواست ملنے کے بعد پابند ہوگی کہ اس قادیانی کو سمن جاری کرے۔ وہ عدالت میں آئے گا، اس سے پوچھے گی مجاز اتھارٹی، کہ تم قادیانی ہو کہ مسلمان؟ وہ کہے: میں قادیانی ہوں تو اس وقت کوئی اور بات نہیں صرف مسلمانوں کی فہرست سے نام کاٹ کے قادیانیوں کی فہرست میں درج کردیں گے۔ اور اگر وہ کہے کہ میں مسلمان ہوں تو اسے کہا جائے گا کہ مرزے کے کفر پر، حلف نامے پر دستخط کر۔ اگر دستخط کرتا ہے اور مرزے کو کافر کہتا ہے تو مسلمانوں میں ووٹ رہ جائے گا اور اگر نہیں کہتا تو مسلمانوں سے نام کاٹ کر غیر مسلموں میں لکھ دیا جائے گا۔ یہ ہے ’’۷.بی‘‘ اور ’’سی‘‘ کا دو لفظی خلاصہ۔

میں عرض کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی ختم نبوت کانفرنس تھی چناب نگر میں ۱۹،۲۰ ؍اکتوبر ۲۰۱۷ء

کو۔ جمعہ کو حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ آئے۔ ہم نے ان سے درخواست کی کہ حضرت! وہ تو مسئلہ ابھی تک اٹکا ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ: ایاز صادق صاحب جو اسپیکر قومی اسمبلی ہیں، انہوں نے پارلیمانی پارٹیوں کا، قومی اسمبلی میں جن کی نمائندگی ہے، تمام جماعتوں کا اس میں ق لیگ، ن لیگ، جماعت اسلامی، جمعیۃ علماء اسلام، ایم.کیو.ایم، تحریک انصاف، نیشنل عوامی پارٹی، پختونخواہ ملی پارٹی، سب کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ سب نمائندے شریک ہوئے اور تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کے بعد فیصلہ ہوگیا کہ ''۷۔ بی'' اور ''سی'' کا بل اسمبلی میں لایا جائے گا۔ کوئی ایک جماعت اس کی مخالفت نہیں کرے گی اور متفقہ اسے منظور کیا جائے گا۔ فیصلہ ہوگیا ہے۔ آج بیس ہے۔ دو تین دن کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس ہوگا اور اس اجلاس کے موقع پر اسمبلی اور سینیٹ میں ۷ بی اور ۷ سی کا بل منظور ہو جائے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا۔ چار پانچ دن جاری رہا، ملتوی ہوگیا۔ سینیٹ کا اجلاس چار پانچ دن جاری رہا، ملتوی ہوگیا۔ جن قوتوں نے وہ سازش کی تھی، وہ ہضم نہیں کر پا رہی تھیں کہ ہماری سازش ناکام ہوگی۔ اسے ہضم نہیں کر پا رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے ذرائع استعمال کر کے دونوں ایوانوں کے اجلاس ہوئے، لیکن ایجنڈے پر اس بل کو نہیں لایا گیا۔ ادھر الیکشن کمیشن کے سربراہ نے یہ اعلان کر دیا کہ ہم ووٹر فہرستوں کو حتمی شکل دے رہے ہیں۔ اب ہمارے لئے یہ مشکل کھڑی ہوگئی کہ خداوندا! ''۷۔ بی'' اور ''۷۔ سی'' ہے نہیں، ایک قادیانی کا ووٹ بھی اگر مسلمانوں میں غلط درج ہوگیا تو ہم تو ہار جائیں گے۔ چہ جائیکہ قادیانیوں کو کھلی چھٹی مل جائے، ہم تو ایک کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے، سارے ملک کے قادیانی اگر مسلمانوں میں نام لکھوا دیں گے تو ہم تو گئے۔ اب نہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے نہ سینیٹ کا، حکومت فیصلہ کر چکی ہے، وہ کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے، اللہ کا نام لیا کسی سے پوچھے بغیر ہم گئے اسلام آباد ہائیکورٹ میں آج شام کو درج ذیل ''رٹ'' دائر ہوئی۔ اگلے دن کی پیشی لگی۔ ہائیکورٹ کا جج بیٹھا اپنے منصب پر، ابتدائی سماعت کے بعد چار صفحے پر مشتمل ٹھوک کر درج ذیل فیصلہ لکھا:

''اسلام آباد ہائی کورٹ نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق ختم کئے گئے ۸/قوانین بحال کر دیئے، نئے ایکٹ کی شق ۲۴۱ کو معطل کر کے وفاق کو نوٹس جاری کر دیا، جبکہ راجہ ظفر الحق تحقیقاتی کمیٹی کی سربمہر رپورٹ بھی طلب کر لی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی سمیت تمام دینی جماعتوں نے عدالت عالیہ اسلام آباد کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے الیکشن ایکٹ میں ترمیم کے خلاف مولانا اللہ وسایا کی درخواست پر سماعت کی۔ حافظ عرفات ایڈووکیٹ اور طارق اسد ایڈووکیٹ درخواست گزار کی طرف سے پیش ہوئے، جنہوں نے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ الیکشن ایکٹ

۲۰۱۷ء کی شق ۲۴۱ کے تحت ملک میں رائج ۸ر انتخابی قوانین منسوخ کیئے گئے ہیں۔ اس طرح سابقہ قوانین میں سے ختم نبوت سے متعلق شقیں بھی منسوخ ہوگئی ہیں۔ یہ اقدام آئین پاکستان سے متصادم ہے، کیونکہ آئین پاکستان بنیادی انسانی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کسی کو بھی قانون سازی کی اجازت نہیں دیتا، لہٰذا الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کو کالعدم قرار دیا جائے۔ وفاق کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے موقف اختیار کیا کہ حکومت انتخابی اصلاحات بل کے ذریعے الیکشن کی طرف جارہی ہے، اس لئے عدالت وفاقی حکومت کو سنے بغیر انتخابی اصلاحات بل کو معطل نہ کرے، کیونکہ اگر الیکشن ایکٹ کو معطل کیا گیا تو اس سے ملک میں افراتفری مچ جائے گی۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ چاہے آسمان بھی گر جائے کوئی پرواہ نہیں۔ فاضل عدالت نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت ختم کیئے گئے ۸ر سابقہ انتخابی قوانین کو بحال کردیا۔ عدالت نے اپنے تحریری فیصلے میں واضح کیا کہ نئے ایکٹ کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت پورے کے پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا، اس لئے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق پرانی شقیں بحال کی جارہی ہیں۔ الیکشن ایکٹ کی باقی شقوں پر اس حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے ختم نبوت کے جن ۸ر قوانین کو بحال کیا ہے، ان میں الیکٹورل رولز ایکٹ ۱۹۷۴ء، حلقہ بندی ایکٹ ۱۹۷۴ء، سینیٹ الیکشن ایکٹ ۱۹۷۵ء، عوامی نمائندگی ایکٹ ۱۹۷۶ء، الیکشن کمیشن آرڈر ۲۰۰۲ء، پولیٹیکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ء اور انتخابی نشانات الاٹ کرنے کا آرڈر ۲۰۰۲ء شامل ہیں۔ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی باقی شقوں پر حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔ درخواست گزار نے سرکاری محکموں میں کام کرنے والے قادیانیوں کے اعداد وشمار سے متعلق رپورٹ بھی پیش کرنے کی درخواست کی تھی، جس پر عدالت نے وفاق سے ۱۴ دن میں رپورٹ طلب کرلی۔

دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مولانا عزیز احمد، مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کو جرأت مندانہ قرار دیتے ہوئے خیر مقدم کیا اور کہا کہ پورے ملک میں تمام دینی جماعتیں الیکشن ایکٹ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کررہی ہیں، انہوں نے کہا کہ حکومت کو مسئلے کی نزاکت کا ادراک کرنا چاہئے اور اس گھناؤنی سازش کے ذمہ داروں کا تعین کرکے قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ حکومت تاحال ختم نبوت کے مسئلہ سے بے اعتنائی و بے وفائی کی روش اپنائے ہوئے ہے۔ عدالتی فیصلہ آنے کے بعد حکومت راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے مسلمانان پاکستان کے جذبات کے احترام میں اس معاملہ کو فوری حل کرے، جبکہ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی نے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے

کہا کہ انتخابی حلف نامے سے عقیدۂ ختم نبوت کا حصہ حذف کرنے سے متعلق طویل دورانیے والی جو خطرناک سازش شروع ہوئی تھی، اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے سے اس سازش کے توڑ کا آغاز ہوگیا ہے۔ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینر اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس عبوری عدالتی کارروائی کو نیک شگون قرار دیتے ہوئے اسے تحریک ختم نبوت کی کامیابی سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت پر وار کرکے قادیانیوں کے لئے چور دروازہ کھولنے والے لیگی حکمران اور اس جرم کے مرتکبین پہلے کی طرح اب بھی ناکام ونامراد ہوں گے۔" (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶/نومبر ۲۰۱۷ء مطابق ۲۵/صفر ۱۴۳۹ھ)

اس نے فیصلہ لکھا گورنمنٹ کے خلاف اور اس فیصلے میں لکھا کہ تمام تر ترمیمات معطل، ایک ووٹ بھی قادیانیوں کا مسلمانوں میں درج نہیں ہو پائے گا۔ اب گورنمنٹ کے لئے مشکل کھڑی ہوگئی کہ نئی ترمیمات معطل ہیں۔ پہلی رہی نہیں، کریں تو کیا۔ اب الیکشن سر پر آ گیا ہے کیا کریں؟

حضرات گرامی! انہوں نے مرتا کیا نہ کرتا ۲۵/نومبر ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی کے اندر بل پیش کیا۔ "۷-بی" اور "سی" کی بحالی کا، عدالت کے اس تاریخی فیصلے کے بعد قومی اسمبلی نے جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے تیار کردہ بل (جس میں ۷-بی اور ۷-سی کو شامل کیا گیا) منظور کرلیا ہے اور سینیٹ سے بھی وہ پاس ہوگیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے اس بل کا اصل مسودہ اور اس کا اُردو ترجمہ نذر قارئین ہے:

(AS PASSED BY THE NATIONAL ASSEMBLY)

A

BILL

to amend the Elections Act, 2017

WHEREAS it is expedient to amend the Elections Act, 2017 (XXXIII of 2017) for purposes hereinafter appearing; it is hereby enacted as follows:-

1. " Short title and commencernent.-

(1) This Act may be called the Elections (Amendment) Act, 2017 .

(2) It shall come into force at once.

2. Insertion of section 48A in Act XXXIII of 2017.-

In the Elections act, 2017 (XXXIll of 2017), hereinafter referred to as the 'said Act', after section 48, the following section 48A shall be inserted:

"48A. Status of Ahmadis etc. to remain unchanged.-

(1) Notwithstanding anything contained in this Act or any other law for the time being in force including Rules or forms prescribed thereunder, the status of Quadiani Group or the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis' ,or by any other name) or a person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him), the last of the prophets or claimed or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him) or recognizes such a claimant as a Prophet or religious reformer shall remain the same as provided in the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973.

(2) If a person has got himself enrolled as voter and objection is filed before the Revising Authority notified under this Act that such a voter is not a muslim, the Revising Authority shall issue a notice to him to appear before it within fifteen days and require him to sign a declaration reproduced below regarding his belief about the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon him) In case he refuses to sign the declaration as aforesaid, he shall be deemed to be a Non-Muslim and his name shall be deleted from the joint electoral rolls and added to a supplementary list of voters in the same electoral area as Non- Muslim. In case the voter does not turn up in spite of service of notice, an ex-parte order may be passed against him.

Declaration and oath:

1.__________________(name of the voter), do solemnly swear that I believ in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of

Muhammad (Peace be upon him), the last of the prophets and that I am not the follower of anyone who claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after prophet Muhammad (Peace be upon him), and that I do not recognize such a claimant to be prophet or a religious reformer, nor do I belong to the Qadiani group or the Lahori group or call myself an Ahmadi.

(Name and Signature of Voter)

میں .... (ووٹر کا نام) حلفیہ اقرار کرتا / کرتی ہوں کہ میں خاتم النّبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا / رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا / کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا / مانتی ہوں اور نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا / رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا / کہتی ہوں۔

(ووٹر کا نام و دستخط)

3. Amendment of section 241 in Act XXXIII of 2017.

In the said Act, in section 241,in clause (f), before the semicolon, the expression "except Articles 1, 7B and 7C" shall be omitted.

STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS

The Bill seeks to incorporate and reaffirm the provisions of Articles 7B and 7C of the Conduct of General Elections Order, 2002 (Chief Excutive's Order No.7 of 2002) through addition of a new section 48A in the Elections Act, 2017. This Bill is in accordance with the suggestion earlier made by the Government in this regard. Hence, this Bill.

ZAHID HAMID

MINISTER FOR LAW & JUSTICE

....

﴿الیکشن ایکٹ 201ء میں ترمیم﴾

یہ کہ درج ذیل مقاصد کے لئے الیکشن ایکٹ 201ء (XXX111-20) ضروری ہے

قانون سازی درج ذیل ہے:

1. مختصر سرورق اور آغاز

[۱] یہ ایکٹ الیکشن ترمیم 201 ہے۔

[۲] اس کا اطلاق فوری ہوگا۔

2. ایکٹ XXX-111-20 میں سیکشن A-48 کا داخلہ

الیکشن ایکٹ 201ء (XXX-111-20) میں A-48 اندراج کیا جائے گا۔

A-48 احمدیوں کی حیثیت غیر تبدیل شدہ

1- باوجود یہ کہ وقتی طور پر اس ایکٹ میں یا دیگر قانون نافذ کردہ بشمول اس میں شامل قوانین یا فارمز کے تحت قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ وہ جنہیں احمدیوں یا دیگر نام کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں یا وہ شخص جو کہ حضرت محمد ﷺ کو آخری رسول ماننے پر ایمان نہ رکھتے ہوں یا اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح میں اپنے آپ کو رسول ہونے کا دعویٰ کریں، حضرت محمد ﷺ کے بعد اپنے آپ کو بطور رسول یا مذہبی مجدد کہلائے، جیسا کہ اسلامی جمہوری پاکستان کے آئین 197ء میں فراہم کیا گیا ہے۔

2- اگر کوئی شخص اپنے آپ کو بطور ووٹر اندراج کرائے اور اس ایکٹ کے تحت مستند اتھارٹی کو اعتراض اندراج کراتا ہے کہ مذکورہ ووٹر مسلمان نہیں ہے تو متعلقہ اتھارٹی کو نوٹس جاری کرے گا کہ وہ 15 دن کے اندر ان کے سامنے پیش ہو اور حضرت محمد ﷺ آخری رسول ہونے پر ایمان رکھنے کا درج ذیل اقرار نامہ پر دستخط کرے، اگر وہ اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرے تو وہ غیر مسلم تصور کیا جائے گا تو اس کا نام مشترکہ الیکٹرول رولز میں سے خارج کر دیا جائے گا اور غیر مسلم کی حیثیت سے اس کا نام الیکٹروایریا میں ووٹرز کی ضمنی لسٹ میں شامل کیا جائے گا۔ نوٹس کی سروس کے باوجود ووٹر حاضر نہ ہو تو اس کے خلاف یکطرفہ آرڈر پاس کیا جائے گا۔

﴿حلف نامہ/اقرار نامہ﴾

میں .... (ووٹر کا نام) حلفیہ اقرار کرتا / کرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا / رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی

بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/ مانتی ہوں اور نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/ رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا/ کہتی ہوں۔

(ووٹر کا نام و دستخط)

1.3 ایکٹ 2017ء (XXX-111-2017ء) میں سیکشن 24 میں ترمیم مذکورہ ایکٹ میں سیکشن 24 میں سیکی کالم سے پہلے کلاز (F) ماسوائے آرٹیکلز 7-B اور 7-C حذف کیا جائے گا۔

﴿مقاصد اور اسباب کا بیان﴾

بل کے تحت جنرل الیکشن آرڈر 2002ء کے آرٹیکلز 7-B اور 7-C کے قانون کو متحد اور دوبارہ توثیق (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7/2002) نئے سیکشن 48-A کا اضافہ الیکشن ایکٹ 2017ء میں درکار ہے۔ یہ بل حکومت کی جانب سے بھی پیش کیا گیا ہے۔“

....

آپ اور میں اللہ رب العزت کے حضور سر سجدے میں ڈال کے شکر ادا کریں دل کی گہرائیوں سے، کہ اللہ نے کرم کیا۔ اس دن قومی اسمبلی میں کراچی سے خیبر تک کسی بھی جماعت کا کوئی ممبر ایسا نہیں تھا جو اسمبلی کے اجلاس میں موجود ہو اور اس نے اس بل کی مخالفت کی ہو، ایک ممبر نے بھی مخالفت نہیں کی اور کہاں ۱۹۷۴ء کہاں ۲۰۱۷ء، تینتالیس سال کے بعد ایک دفعہ پھر پوری اسمبلی نے مل کر قادیانیت کے کفر پر ٹھپہ لگایا۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ حل ہونا تھا سینیٹ سے، وہاں آپ کے نمائندہ اور جمعیت علماء اسلام کے کارکن حضرت حافظ حمد اللہ کو اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہونے کی توفیق دی۔ مسئلہ حل ہونا تھا نیشنل اسمبلی میں، وہاں پر اللہ رب العزت نے جمعیت علماء اسلام کے قائد اور ان کے تمام تر ارکان کو یہاں پر کھڑے ہونے کی توفیق دی۔ مسئلہ حل ہونا تھا کورٹ سے۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے رضا کاروں کو کھڑا ہونے کی توفیق دی، جہاں حل ہونا تھا مسئلہ، وہاں آپ تھے۔ جہاں شور تھا، وہاں رضوی صاحب تھے۔ اس کے باوجود ہم نے تحریراً، تقریراً اور ملک بھر میں آل پارٹیز کانفرنسوں کے ذریعے ان کی حمایت کا اعلان کیا: ہم نے کہا: ان کے طریقہ کار سے اگر چہ اختلاف ہے، اس لئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا مسئلہ کسی ایک گروہ یا ایک مسلک کا مسئلہ نہیں، بلکہ پاکستان بھر کے تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے، سب کے اتفاق اور مشورے سے آگے بڑھنا چاہئے، انہوں نے تو اپنے مسلک والوں کو ہی نہیں بلکہ اپنی جماعت کے دوسرے دھڑے کو بھی اپنے اعتماد میں نہیں لیا تھا۔ لیکن ان کے مطالبات صحیح ہیں۔ یہ اخبارات کی خبروں میں بھی اور اپنے ہفت روزہ ختم نبوت کے اداریوں میں بھی اس کا اظہار کیا۔ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت پروفیسر صاحب میرے مخدوم ہیں۔ میں اساتذہ کی طرح ان کا احترام کرتا ہوں، لیکن ان سے اس بات پر اتفاق نہیں

ہے کہ رضوی صاحب نے ثمرات اکٹھے کئے۔نہیں بلکہ وہ بدنامیوں کو گھر لے گئے۔سوائے اس کے ان کی جھولی کے اندر کچھ نہیں پڑا۔

اب آیئے تفصیلات کی طرف! میں درخواست کرتا ہوں دوالمیال پاکستان سے پہلے کا قصبہ ہے ۱۸۶۵ء میں وہاں پر مسجد بنی تھی بعد میں قادیانی فتنہ وہاں پر ہوا۔انہوں نے اس مسجد پر قبضہ کیا۔پورے اس گاؤں میں کوئی دیوبندیوں کی مسجد نہیں۔وہ بریلوی دوستوں کی مسجد تھی، بریلوی دوستوں نے ۱۲؍ربیع الاوّل کو جلوس نکالا، قادیانیوں نے فائرنگ کی۔ایک مسلمان تنزال کے علاقے کا وہاں موقع پر جان بحق ہوا۔ قادیانیوں کے سات آدمی گرفتار ہوئے۔جلوس نکالنے والوں کے ۱۰۷،ان کے صرف ۷۔ہمارے ۱۰۷سے زیادہ۔مسلک کی پرواہ کئے بغیر، صرف قادیانی اپنے دشمن کو سامنے رکھ کر اگر اس کیس کی کسی سطح پر کسی نے آواز بلند کی ہے تو وہ آپ حضرات کی ختم نبوت کی جماعت ہے۔اس کے لئے یکم فروری ۲۰۱۷ء بمقام ڈریم لینڈ ہوٹل کلب روڈ اسلام آباد میں ملک بھر کے تمام مسالک کی دینی، سیاسی اور مذہبی جماعتیں شریک ہوئیں۔جس کے مطالبات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ:

✿......اس سال 12 ربیع الاوّل کو دوالمیال ضلع چکوال میں میلاد النبی کے جلوس پر قادیانیوں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک مسلمان شہید اور کئی مسلمان زخمی ہوئے۔لیکن قادیانیوں کو قانون شکنی پر سزا دینے کی بجائے مسلمانوں پر جھوٹے مقدمات درج کر کے انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا اور مختلف ذرائع سے اب دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ مسلمان قادیانیوں کے خلاف درج کرائے گئے مقدمات واپس لیں۔

✿......یہ اجتماع پاکستان کے اسلامی تشخص اور قومی خودمختاری کے خلاف بڑھتے ہوئے مسلسل عالمی دباؤ اور بین الاقوامی اداروں کی یلغار پر تشویش واضطراب کا اظہار کرتا ہے اور دینی حلقوں کو توجہ دلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کی اسلامی شناخت اور قومی خودمختاری کے معاملات کو سیاستدانوں اور اسٹیبلشمنٹ کے رحم وکرم پر چھوڑنے کی بجائے دینی قوتوں کو خود کردار ادا کرنا ہوگا۔

✿......یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

1......C-295 کے قانون کے خلاف سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور اس قانون کے بہرحال تحفظ کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔

2......ادارہ فزکس کا ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر رکھنے کا فیصلہ واپس لیا جائے۔

3......چناب نگر میں ''ریاست در ریاست'' کا ماحول ختم کیا جائے۔حکومت کی دستوری اور قانونی رٹ بحال کرنے کے ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور متوازی عدالتیں ختم کر کے ملک کے قانونی نظام کی بالادستی بحال کی جائے۔

4...... قادیانی چینلوں کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

5...... قادیانی تعلیمی ادارے، انہیں واپس کرنے کی پالیسی عوامی جذبات اور ملک کی نظریاتی اساس کے منافی ہے۔ حکومت اس طرز عمل پر نظر ثانی کرے اور قوم کو اعتماد میں لے۔

6...... دوالمیال چکوال میں قادیانیوں کی فائرنگ سے شہید اور زخمی ہونے والے مظلوموں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ علاقہ کے مسلمانوں کے مطالبات کو فوری طور پر پورا کیا جائے۔ شہید کے بارے میں ایف.آئی.آر (F.I.R) درج کی جائے، بے گناہ مسلمانوں کو رہا کیا جائے اور مسلمانوں کے خلاف جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے والے حکام کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(ہفت روزہ ختم نبوت، ج:۳۶، شمارہ:۸، ۲۵ تا ۳۰ رجمادی الاول ۱۴۳۸ھ، ۲۳ تا ۲۸ رفروری ۲۰۱۷ء)

اس کے بعد کراچی پریس کلب میں ۲۰ رجنوری ۲۰۱۷ء کو پھر آل پارٹیز کانفرنس بلائی۔

اور میں درخواست گزار ہوں آپ حضرات سے، میں دیوبندی ہوں، سکہ بند دیوبندی ہوں، مجھے اپنے دیوبندی ہونے پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے فخر ہے، میں اپنے دیوبندی ہونے کے لئے کسی سرٹیفکیٹ کا بھی محتاج نہیں۔ لیکن جہاں تک رحمت عالم ﷺ کے گنبد خضریٰ کی عزت اور ناموس کی بات ہوگی۔ میرے نزدیک کروڑوں دیوبند، کروڑوں بریلی، لکھنؤ اور دہلی قربان رحمت عالم ﷺ کے گنبد خضریٰ کی ایک اینٹ مبارک پر۔

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ حضرات سے جب یہ حضرات...... فیض آباد میں بیٹھے تھے، ان کے مطالبات سامنے آئے۔ ڈاک سے رجسٹرڈ خط ان کو علیحدہ لکھا اور اس کی کاپیاں موجود ہیں۔ ان سے درخواست کی کہ اگر آپ صرف وزیر کو معطل کرانے میں کامیاب ہوجائیں تو گورنمنٹ کو تو نقصان ہوا، قادیانیوں کو کیا نقصان پہنچے گا؟ آپ اپنا مطالبہ ضرور کریں، لیکن مطالبات کے اندر توسع پیدا کریں۔ آپ کم ازکم دوالمیال کے مسئلہ کو تو اس کے اندر لے آئیں۔ مسلمانوں کو رہا کرائیں۔ ان پر دہشت گردی کا کیس ہے وزیر کو معطل کرانا گورنمنٹ کو جتنا مشکل ہے، اتنا ان کے لئے کیس فارغ کرنا مشکل نہیں، دہشت گردی کی دفعات حذف ہوجائیں۔ مسلمانوں کو مسجد ملے۔ ان کی مسجد قادیانیوں کے قبضہ میں ہے، بحال ہوجائے لیکن انہوں نے ہمارے خطوط پر کیا توجہ کرنا تھی، ہمیں بھی معلوم تھا کہ وہ اسے سنجیدگی سے نہیں لیں گے۔

میں خود تترال گیا۔ تترال بالکل دوالمیال کے قرب میں ہے۔ وہاں کے ایک بریلوی عالم دین کی منت کرکے، ان کے پاؤں پر ہاتھ رکھ کر اس کو آمادہ کیا اور اللہ ان کو جزائے خیر دے وہ آمادہ ہوئے۔ بریلوی حضرات کا وفد بنا کر ان کے پاس گئے اور جاکر ان کو فیض آباد والوں کو کہا کہ یہ مطالبہ اس کے اندر

لے آئیں تو جناب رضوی صاحب نے واضح طور پر انکار کر دیا کہ میں اور کوئی مطالبہ شامل نہیں کرتا۔ اب ان کا وفد واپس آیا۔ پھر میں وفد کو ملنے کے لئے گیا۔ میں نے سوال کیا: کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: جی وہ نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں: تمہاری مدد کروں گا لیکن میں مطالبات میں شامل نہیں کرتا۔ میرا (جناب رضوی صاحب کا) ایک ہی مطالبہ ہے کہ وزیر کو ہٹاؤ۔ میں نے اس سے پوچھا: اس کی کوئی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے۔ یہ مطالبہ تو بہت آسان ہے۔ سیکنڈ لگے گا آپ حضرات کی جان چھوٹ جائے گی۔ آپ کو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ کیوں شامل نہیں کرتے؟ یہ خود اس بریلوی عالم دین نے مجھ سے کہا کہ: مولانا ہم دیکھ کر آئے ہیں جن قوتوں نے ان کو وہاں پر بٹھایا ہے، مطالبے بھی انہوں نے دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایک بات کی فکر نہیں کر رہے۔ میری بات سمجھے ہو؟ میاں لوگو؟ میں درخواست کر رہا ہوں، آگے چل کر وہ پیر سیال کے خلاف جو نعرے لگے، اس کا بھی پتہ ہے؟ اور پھر نواز شریف کے لئے اس سے بڑھ کر اللہ رب العزت کا کیا عذاب ہوگا؟ ہم ''جناب میاں صاحب'' کہہ کر اسے درخواست کرتے تھے وہ ''ماں کی سری'' سے شروع کرتا ہے ''اوئے خنزیرا'' پر ختم کرتا ہے۔ ٹھیک ہے! یہ تو پھر مکافات عمل ہے نا میاں!

اب میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے۔ سرگودھا میں جلسہ ہوا۔ رضوی صاحب تشریف لے گئے۔ دیکھئے! آپ ہمارے مسلک کے دوست ہیں۔ میرا اللہ مجھے نہ بھلائے تو میں نے شاید کسی نجی مجلس میں یہ گفتگو کی ہو تو کی ہو، اس طرح کے پبلک اجلاس کے اندر میں نے کبھی گفتگو نہیں کی۔ اللہ کی ذات گواہ ہے کہ میں پہلی دفعہ دل کھول کر اپنے دکھڑے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ سرگودھا میں رضوی صاحب بھی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں پہ جلسہ تھا بھرپور اجتماع تھا، پوری کانفرنس میں ایک دفعہ قادیانیوں کا نام لے کر ان کی تردید نہیں کی گئی۔ میں کیسے سمجھ لوں کہ کام ہو رہا ہے؟ اب ذرا حوصلے سے مجھ مسکین کی درخواست سن لیں۔ آگے نقل کرنی ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔

جس طرح ماضی قریب میں نادیدہ قوتوں نے ہمارے دونوں طبقات کے جذباتی رفقاء کو آگے کھڑا کر کے شیعہ وسنی اختلاف کو ہوا دی تھی، اس وقت لگتا یہ تھا کہ چار دنوں میں ان قضایا کا صفایا ہو جائے گا، لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ وہ عظمت صحابہؓ کی بجائے استحکام پاکستان کی کانفرنسوں پر آگئے، صحابہ کا نام لینا مشکل ہو گیا ہے۔ (سودا کے مریض کو میٹھا بھی دیا جائے تو کڑوا لگتا ہے) میری یہ آواز پتہ نہیں آپ حضرات کے ہاضمے ہضم بھی کر پائیں گے یا نہیں؟ میں نے یہ تلخ گفتگو اس لئے کی کہ ہمیں ڈر یہ لگ رہا تھا کہ کہیں ختم نبوت کے مسئلے کو اس طرح تشدد کی طرف لا کر اس کے ساتھ یہ حشر نہ کیا جائے۔

''فسوف تری اذا انکشف الغبار أتحت رجلک فرس ام حمار''

ترجمہ: ''جس وقت گرد بیٹھے گی اس وقت پتہ چلے گا تیرے نیچے گھوڑا تھا یا گدھا تھا۔''

اس وقت ختم نبوت کا نام لینا بھی مشکل ہو جائے، یہ ڈر لگ رہا تھا۔ میرے خیال میں آپ کسی پر پہاڑ رکھ دیں تو شاید وہ اتنی بے چینی محسوس نہ کرے گا، جتنی ان دنوں ہمارے دل ودماغ کی تھی۔ آپ جیسے جذباتی دوست فرمار ہے تھے، وہ وہاں بیٹھے ہیں، ختم نبوت والے کیا کر رہے ہیں؟

شریفو! کوئی عقل مند کبھی کسی کے منتخب کردہ مورچے پر بھی لڑا کرتا ہے؟ عقل مند اپنی لڑائی کے لئے خود راستے بناتے ہیں، خود فیصلے کرتے ہیں، خود مورچے تیار کرتے ہیں۔ آپ نے قلاش سمجھ لیا اپنے رفقاء کو، اپنی جماعتوں کے قائدین کو، کہ وہ لوگوں کے کہنے پر، ان کی سکیموں پر جاکر، غیروں کے آلہ کار بن جائیں گے؟ میں درخواست کرتا ہوں ان شاء اللہ العزیز! ہمارے مرنے کے بعد ہماری قبر کی مٹی بھی آپ دوستوں سے شرم سار نہیں ہوگی۔ ہم ختم نبوت کی خدمت نہ کر پائے تو اس مسئلے کو کبھی رسوا بھی نہیں ہونے دیں گے۔ آج میں اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے، اس کریم کے کرم کے صدقے میں، آپ دوستوں کی خدمت میں اس پوزیشن میں ہوں کہ آپ سے یہ درخواست کروں کہ الحمدللہ! ہم نے اپنی حکمت عملی کے ساتھ اس مسئلے کو غیروں کے ہاتھوں غلط استعمال ہونے سے محفوظ کرا لیا ہے۔

میرے بھائیو! اب الیکشن کے لئے اس مسئلے کو استعمال کیا جارہا ہے اور سیال شریف سے لے کر آپ کے گجرات تک اور گجرات سے لے کر سبزہ زار تک۔ یہ سارا تانہ بانہ بنا ہوا ہے۔ کیا معنی؟ ہم ختم نبوت کے نام پر ووٹ لیں گے۔ بندگان خدا! تمہیں شکست ہوگئی تو پھر اس کا معنی ہے ختم نبوت ہار گئی؟ کیا کر رہے ہو؟ جس طرح عقیدہ توحید کا تعلق میرے رب کی ذات کے ساتھ ہے، عقیدہ ختم نبوت کا تعلق محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ہے۔ اور مجھے یہ بھی اجازت دیں کہ میں آپ سے کہوں کہ: جس طرح توحید میں میرا رب وحدہ لاشریک ہے، خاتم النبیین ہونے میں حضور بھی وحدہ لاشریک ہیں۔

حضرات گرامی! اب میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں، گرد بیٹھی ہے، اس پر بھی توجہ کریں۔ ایک حلقے میں ایک آدمی کہتا ہے کہ ہم ختم نبوت کے ماننے والے ہیں، ہمیں ووٹ دو۔ اس امیدوار کو دس ہزار ووٹ پڑتا ہے۔ اس کے مخالف امیدوار کو ۹۰ ہزار ووٹ پڑتا ہے، معاذ اللہ! کیا کہا جائے گا کہ ۹۰ ہزار ووٹ ختم نبوت کے خلاف گیا ہے؟

بندگان خدا! الیکشن لڑنا ہے تو اپنے بل بوتے پر لڑو ناں۔ رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلے کو اپنے ذاتی قدکاٹھ کی بڑھوتری کے لئے کیوں استعمال کرتے ہو؟ اور میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں، جب تک جان میں جان باقی ہے، ان شاء اللہ! ختم نبوت کے مسئلے کو غلط مقاصد کے استعمال سے روکنے کے لئے ہم سدِّ سکندری ثابت ہوں گے۔

حضرات! ان حالات وواقعات میں اب ہمارے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں تھا

دوسرے مسلک کے دوستوں کو تو روک نہیں سکتے۔ جو کچھ ہمارے بس میں ہے، وہ تو ہمیں کرنا چاہیے۔ ان حضرات کو تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔ نہ وہ کسی کے کہنے سننے میں ہیں؟ وہ تو اپنوں کی نہیں سنتے، ہماری کیا سنیں گے۔ وہ جانیں ان کا کام جانے۔ ہاں! البتہ میں اللہ رب العزت کے گھر میں ان شاء اللہ! اس امید کے ساتھ بیٹھا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی اخلاص بھری جدوجہد کو کبھی ضائع نہیں کریں گے۔ اس کے لئے خود مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میری باتیں یہ آؤٹ نہ ہوں۔ اس لئے کہ کل کو مجھے ان کے پاس بھی جانا ہے:

تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا

کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے منصب ختم نبوت اور ناموس رسالت صرف ایک مسلک کا مسئلہ نہیں، بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان کا مسئلہ ہے: چاہے وہ بریلوی ہو یا دیوبندی، شیعہ ہو یا اہل حدیث، سیاسی ہو یا غیر سیاسی، حضور اکرم ﷺ کی ناموس اور آپ کے منصب ختم نبوت کا تحفظ ہر ایک کا فریضہ ہے۔

پتہ نہیں کل کس کس کے دروازے پر جانے کی ضرورت پڑے گی؟ میں نہیں چاہتا کہ میں یہ گفتگو کروں، لیکن کہے بغیر بھی، سمجھائے بغیر بھی کوئی چارہ کار نہیں۔ خود بریلوی حضرات کے مشائخ عظام کی ابھی کانفرنس ہوئی ہے۔ اس کے اندر زیر بحث مسئلہ تھا کہ خادم حسین رضوی صاحب کیا کر رہے ہیں؟ اس کے اندر پاکپتن والے تھے۔ اس کے اندر کوٹ مٹھن والے تھے، اس کے اندر فلاں تھا، اس کے اندر فلاں تھا۔ نامی گرامی گدی نشین حضرات، یہ آپ حضرات کے سیالکوٹ کے پیر جماعت علی شاہ مرحوم کے جانشین والے یہ سارے حضرات تھے۔ پچیس تیس حضرات انہوں نے میٹنگ کے اندر بطور مثال کے کہا کہ: دیوبندی حضرات کو ایک عنوان پر لاکر ان کا صفایا کیا گیا ہے۔ اس عنوان پر لاکر رضوی صاحب ہمارا صفایا تو نہیں کرا رہے؟ دیوبندیوں کے اس عمل سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ وہ اتنے محتاط ہو گئے ہیں کہ اب وہ اس طرح کے کسی بھی اقدام کے لئے تیار نہیں۔ جس مرحلے سے وہ گزر چکے ہیں، اس مرحلے میں اپنے آپ کو کیوں ڈالتے ہو؟ یہ کہہ کر انہوں نے آپ حضرات کی جماعت کو اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ ہم کامیاب ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے ہم کامیاب ہیں اور کامران بھی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ان شاء اللہ! تاریخ میں بھی شرمندہ نہیں ہوں گے اور کل قیامت کے دن اپنے بزرگوں کے سامنے بھی شرمندہ نہیں ہوں گے۔

اب میں درخواست کرتا ہوں ان تمام تر حالات وواقعات کو سامنے رکھ کر کہ آپ حضرات کی مسکین جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۱۰؍مارچ کو لاہور کی کانفرنس کا اعلان کیا اور اس وقت لاہور کے قریب کے پانچ سات اضلاع ختم نبوت کا پنڈال بنے ہوئے ہیں۔ سات ہزار بینر صرف آج رات لگتا ہیں، صرف لاہور میں سات ہزار بینر، آپ آئیں گے تو حضور سرور کائنات ﷺ کی ختم نبوت کی بہاروں سے سجا ہوا

لاہور دیکھیں گے۔ان شاء اللہ!

علماء کرام! اپنے اپنے طور پر تین ہزار بینر صرف گوجرانوالہ کی دینی قیادت نے، علماء کرام نے لگائے ہیں مجلس ختم نبوت نے بھی حصہ ضرور ڈالا۔ لیکن باقی سارا انہوں نے اپنی طرف سے کیا۔ آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں ختم نبوت کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ اس کے فنڈ کو غلط استعمال ہونے سے روکا جائے۔ آپ حضرات اپنے اپنے طور پر اس کے لئے کوشش کریں اور یہ سمجھیں کہ یہ پیسہ حضور ﷺ کی عزت وناموس کے لئے دے رہے ہیں۔ اگر ایک پیسے کی بھی ہیر پھیر ہوگئی تو کل قیامت کے دن اس کے مدعی بھی محمد عربی ﷺ ہوں گے۔

میرے بھائیو! میں شکر گزار ہوں اپنے مخدوم زادہ حضرت مولانا محمد عبداللہ کا جو اس ادارہ کے سربراہ ہیں۔ (جامعہ حنفیہ پنجن کسانہ کے اور) حضرت مولانا محمد عمر عثمانی، مولانا محمد قاسم مبلغ ختم نبوت کا کہ ان حضرات نے فرمایا کہ گجرات میں ختم نبوت کے نام پر جلسہ کرنے کا ہمیں موقع دیا جائے۔ میں ان سے کہتا ہوں: اللہ رب العزت خیر کرے، ابھی ہمارے مدارس کے امتحان شروع ہو جائیں گے۔ اس سے فارغ ہوئے تو شعبان ہے۔ اس سے فارغ ہوئے تو رمضان شریف ہے۔ عید کے بعد جو تاریخ چاہیں، آپ مقرر کرلیں، ہمیں آپ اپنا خادم اور رضا کار پائیں گے۔ لیکن جلسہ ایسا کریں کہ صرف دوست دشمن نہیں، فرشتے بھی آسمان سے جھانکیں تو کہیں حضور ﷺ کی امت زندہ ہے۔ اس میں تمام مسالک کے معتدل خطیبوں کو بلایا جائے۔ انتہاء پسندی، فرقہ پرستی کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی۔ ۱۰؍مارچ کی ختم نبوت کی تیاری کریں۔

تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد!

....

الحمدللہ! اس کانفرنس سے دو دن پہلے اسلام آباد ہائی کورٹ کا تاریخی اور تفصیلی فیصلہ بھی عدالت نے جاری کردیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے اسے یہاں ضمیمہ کے طور پر نقل کیا جاتا ہے:

قادیانی اقلیت کے متعلق اسلام آباد ہائی کورٹ کا اہم فیصلہ

آرڈر شیٹ

اسلام آباد عدالت عالیہ، اسلام آباد

مولانا اللہ وسایا (رٹ پٹیشن نمبر 3862|201) بنام: فیڈریشن آف پاکستان بذریعہ سیکرٹری، منسٹری آف لا اینڈ جسٹس، وغیرہ

یونس قریشی، وغیرہ (رٹ پٹیشن نمبر 201|3847) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

....

تحریک لبیک یا رسول اللہ (رٹ پٹیشن نمبر 201|3896) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

....

سول سوسائٹی بذریعہ صدر (رٹ پٹیشن نمبر 201|4093) بنام: فیڈرل گورنمنٹ بذریعہ وزیر اعظم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان، وغیرہ

نمبر شمار حکم وکارروائی	تاریخ حکم	حکم بمع دستخط جج اور دستخط فریقین و وکلاء (جہاں ضروری ہوں)
1	2	3

20 09-03-2018

حافظ عرفات احمد چوہدری، مس کاشفہ نیاز اعوان اور زاہد تنویر فاضل وکلاء بمع سائل (رٹ پٹیشن نمبر 201|3862) جناب محمد طارق اسد، ایڈووکیٹ (رٹ پٹیشن نمبر 201|3847) حافظ فرمان اللہ، ایڈووکیٹ، سید محمد اقبال ہاشمی، ایڈووکیٹ، مس بسمہ نورین، انٹرویئر۔

مسئول علیہم

ارشد محمود کیانی، ڈپٹی اٹارنی جنرل، مس نویدہ نور، ایڈووکیٹ، آئی بی، جناب نعمان منور، اصغر، نمائندگان منسٹری آف لاء اینڈ جسٹس، سید جنید جعفر، لاء آفیسر، جناب عثمان یوسف مبین، چیئرمین، جناب ثاقب جمال، ڈائریکٹر لیگل اور ذوالفقار علی، ڈی جی پروجیکٹ، نادرا

جناب کامران رفعت، ڈپٹی ڈائریکٹر، فیڈرل پبلک سروس کمیشن، جناب ایم شاہد، ڈپٹی ڈائریکٹر، جناب زرتاب خٹک، ایس او، اسٹیبلشمنٹ ڈویژن، جناب قیصر مسعود، ایڈیشنل ڈائریکٹر لاء، ایف آئی اے، جناب وقار چوہدری، ڈی پی او، لیگیشن، قومی اسمبلی

عدالتی معاونین (مذہبی عالم): پروفیسر ڈاکٹر حسن مدنی، پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، پروفیسر ڈاکٹر محسن نقوی، مفتی محمد حسین خلیل خیل۔

عدالتی معاونین (آئینی ماہر): جناب محمد اکرم شیخ، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ، ڈاکٹر محمد اسلم خاکی، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ، ڈاکٹر بابر اعوان، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ۔

تواریخ سماعت

22.02.2019 , 23.02.2018 , 26.02.2018 27.02.2018 , 28.022018 , 01.03.2018 , 02.03.2018 , 05.03.2018 , 06.03.2018 & 07.03.2018

شوکت عزیز صدیقی:- ان تمام وجوہات کی بنا پر جو کہ بعد میں درج کی جائیں گی، یہ تمام آئینی درخواستیں مندرجہ ذیل اعلانیہ واحکامات کے ساتھ منظور کی جاتی ہیں:

1:- دین اسلام اور آئین پاکستان مذہبی آزادی سمیت اقلیتوں (غیر مسلموں) کے تمام بنیادی حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ان کی جان، مال، جائیداد اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور بطور شہری ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ آئین کی شق نمبر 5 کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین وقانون کا پابند ہو۔ یہ فریضہ ان افراد پر بھی لازم ہے جو پاکستان کے شہری نہیں، لیکن یہاں موجود ہیں۔

2:- ریاست پاکستان کے ہر شہری کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست اور صحیح کوائف کے ساتھ کرائے۔ کسی مسلم کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلم میں چھپائے، بعینہٖ کسی غیر مسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو مسلم ظاہر کر کے اپنی پہچان اور شناخت کو چھپائے۔ ایسا کرنے والا ہر شہری ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوتا ہے، جو کہ آئین کو پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زمرے میں آتا ہے۔

3:- آئین پاکستان کی شق نمبر 260 ذیلی شق 3 جز اے اور بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف بالصراحت موجود ہے، جسے اجماع قوم کی حیثیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے اس واضح معیار کے مطابق ضروری قانون سازی نہیں کی جا سکی۔ نتیجۃً غیر مسلم اقلیت اپنی اصل شناخت چھپا کر اور ریاست کو دھوکہ دیتے ہوئے خود کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتی ہے، جس سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں، بلکہ انتہائی اہم آئینی تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہو جاتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا یہ بیانیہ کہ سول سروس کے کسی بھی افسر کی اس حوالے سے شناخت موجود نہیں، ایک المیہ ہے، جو کہ آئین پاکستان کی روح اور تقاضوں کے منافی ہے۔

4:- پاکستان میں بسنے والی بیشتر اقلیتیں اپنے ناموں اور شناخت کے حوالے سے جداگانہ پہچان رکھتی ہیں، لیکن ہمارے آئین کی رو سے قرار دی گئی ایک اقلیت اپنے ناموں اور عمومی پہچان کے حوالے سے بظاہر مختلف تشخص نہیں رکھتی۔ بدیں وجہ ایک سنگین آئینی مسئلہ جنم لیتا ہے، وہ باآسانی اپنے ناموں کی وجہ سے اپنے عقیدہ کو مخفی رکھ کر مسلم اکثریت میں شامل ہو جاتے ہیں اور اعلیٰ اور حساس مناصب تک رسائی حاصل کر کے ریاست سے فوائد سمیٹتے رہتے ہیں۔ اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے اساتذہ کے لئے مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دیا جائے۔

5:- اس صورت حال کا تدارک اس لئے ضروری ہے کہ بعض آئینی عہدوں پر کسی غیر مسلم کی

تقرری یا انتخاب ہمارے دستور کے خلاف ہے۔ چونکہ پارلیمنٹ کی رکنیت سمیت اکثر محکموں کے لئے اقلیتوں کا خصوصی کوٹہ بھی مقرر ہے، اس لئے جب کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والا شخص اپنا اصل مذہب اور عقیدہ چھپا کر خود کو فریب کاری کے ذریعہ مسلم اکثریت کا جزو ظاہر کرتا ہے تو دراصل وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے الفاظ اور روح کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس خلاف ورزی کو روکنے کے لئے ریاست کو ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

6:- ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے۔ تاریخ میں اس اساس پر حملوں کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔ اس اساس کی حفاظت ونگہبانی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پارلیمنٹ انتہائی معتبر ادارہ ہونے اور ملک پاکستان کے عوام کی ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس اُساس کی پاسبان ہے۔

اس ضمن میں پارلیمان سے بھرپور بیداری اور حساسیت کی توقع رکھنا مسلم اکثریت کا حق ہے۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے ساتھ پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہیے جن کے ذریعے اس عقیدے پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سد باب ہوسکے۔ ’’نبی مہربان حضرت محمد a ختم المرسلین ہیں اور ان کے بعد کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، خائن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ کو آئین کے اعلامیہ کے طور پر بھی پڑھا جانا چاہیے، پارلیمان اس معاملہ پر غور کرنے کی مجاز ہے۔

7:- یہ امر خوش آئند ہے کہ قانونی سقم سامنے آتے اور غلطی کا احساس ہوتے ہی پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معاملے پر بھرپور حساسیت کا مظاہرہ کیا اور متذکرہ قانون کو بادی النظر میں آئینی تقاضوں کے ہم آہنگ کیا۔ ایسے معاملات اسی حساسیت اور یکجہتی کا تقاضا کرتے ہیں۔ سینیٹر راجہ ظفر الحق نے ایک منجھے ہوئے قانون دان اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین کی حیثیت سے اپنی سربراہی میں قائم کردہ کمیٹی کی جانب سے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی، جس میں معاملے کے تمام پہلوؤں کا انتہائی جامعیت، دیانت داری اور دانش مندی کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے منفی تاثرات کو زائل کیا۔ اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور کرے یا اجتناب۔

8:- ریاست کے لئے لازم ہے کہ سواد اعظم کے حقوق، احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور ریاست کے آئین کے ذریعہ قرار دیے گئے ریاست کے مذہب ’’اسلام‘‘ کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے۔

بلاشبہ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو انتشار سے بچانا اور آئینی تقاضوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت رکھنے والی تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے، جو پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے اُنہیں حاصل ہیں۔ لہٰذا عدالت یہ حکم جاری کرتی ہے کہ:

i. شناختی کارڈ، پیدائشی سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لئے درخواست گزار سے آئین کی شق 260 ذیلی شق 3 اور جزاے بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف پر مبنی بیان حلفی لازمی قرار دیا جائے۔

ii. تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں بشمول عدلیہ، مسلح افواج، اعلیٰ سول سروسز میں ملازمت کے حصول یا شمولیت کو بھی متذکرہ بالا بیان حلفی سے مشروط قرار دیا جائے۔

iii. نادرا اپنے قواعد میں کسی بھی شہری کی طرف سے اپنے درج شدہ کوائف، بالخصوص مذہب کے حوالے سے درستی کے لئے مدت کا تعین کرے۔

iv. مقننہ آئین کے تقاضوں، عدالت عظمیٰ کے فیصلہ 1993SCMR17 اور عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ PLD1992 Lah میں طے شدہ قانونی بنیادوں کو روبعمل لا کر ضروری قانون سازی کرے اور ایسی تمام اصطلاحات جو دین اسلام اور مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں، انہیں کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی پہچان چھپانے کی غرض یا دیگر مقاصد کے لئے استعمال سے روکنے کے لئے بھی موجودہ قانون میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرے۔

v. حکومت پاکستان اس بات کا خصوصی اہتمام کرے کہ ریاست کے تمام شہریوں کے درست کوائف موجود ہوں اور کسی بھی شہری کے لئے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ ہو سکے۔ نادرا میں قادیانیوں/مرزائیوں کی درج شدہ تعداد اور مردم شماری کے ذریعے اکٹھے کئے گئے اعداد و شمار میں نمایاں فرق کی تحقیقات کے لئے فوری اقدام اٹھائے جائیں۔

vi. ریاست اس بات کی پابند ہے کہ وہ مسلم اُمہ کے حقوق، جذبات اور مذہبی عقائد کی حفاظت کرے اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق سے تمام فاضل وکلاء، قانونی ماہرین اور مذہبی اسکالرز نے اس مقدمہ کے دوران بھرپور معاونت کی اور یہ عدالت ان کی کاوشوں کا اعتراف کرتی ہے۔ اسی طرح تمام سرکاری افسران۔ جو مختلف اداروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کا تعاون قابل تعریف تھا۔ مزید برآں جناب ارشد محمود کیانی، ڈپٹی اٹارنی جنرل صاحب نے مثالی کردار ادا کیا اور اپنی ہمہ وقت کاوش وانتھک محنت سے عدالت کی طرف سے لگائی جانے والی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کیا، جس سے عدالت کو صحیح نتائج پر پہنچنے میں مدد ملی۔

یہ حکم اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں جاری کیا جا رہا ہے۔"

☆..................☆

اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ

ادارہ

جماعتی رفقاء کو یاد ہوگا کہ اکتوبر ۲۰۱۷ء کے ایک بل کے ذریعہ حکومت نے حلف نامہ واقرار نامہ میں تحریف کی۔ اس موقع پر دیگر کامیاب کوششوں کے علاوہ ہائیکورٹ اسلام آباد میں ایک کیس بھی دائر کیا گیا تھا۔ اس کا اجمالی فیصلہ ۹/مارچ ۲۰۱۸ء کو عدالت عالیہ نے سنایا ہے۔ جب کہ تفصیلی فیصلہ بعد میں آئے گا۔ آج کی مجلس میں سردست اس فیصلہ کے متعلق روزنامہ جنگ کی خبر ملاحظہ فرمائیں۔ باقی تفصیلات سے متعلق وعدہ رہا کہ تفصیلی فیصلہ کے بعد آگاہ کریں گے۔ خبر ملاحظہ ہو:

”عدلیہ، فوج، بیوروکریسی سے بھی بیان حلفی لئے جائیں۔ پارلیمنٹ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ یقینی بنائے۔ چیف جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ختم نبوت شقوں کی تبدیلی کے خلاف دائر درخواستوں پر محفوظ فیصلہ جاری کردیا۔

اسلام آباد (خبرنگار) اسلام آباد ہائیکورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق شقوں کی تبدیلی کے خلاف دائر درخواستوں کا مختصر فیصلہ سناتے ہوئے حکم جاری کیا ہے کہ شناختی کارڈ، پیدائش سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لئے درخواست گزار سے آئین کی شق ۲۶۰ ذیلی شق ۳ (اے) اور (بی) میں مسلم کی تعریف پر مبنی بیان حلفی لازمی قرار دیا جائے۔ تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں بشمول عدلیہ، مسلح افواج، اعلیٰ سول سروسز میں ملازمت کے حصول یا شمولیت کو بھی متذکرہ بالا بیان حلفی سے مشروط قرار دیا جائے۔ نادرا اپنے قواعد میں کسی بھی شہری کی طرف سے اپنے درج کوائف بالخصوص مذہب کے حوالے سے درستی کے لئے مدت کا تعین کرے۔ متفقہ آئین کے تقاضوں، عدالت عظمیٰ اور لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ (1993 SCMR 1718) اور (PLD 1992 Lah.1) میں طے شدہ قانونی بنیادوں کو روبہ عمل لاکر ضروری قانون سازی کرے اور ایسی تمام اصلاحات جو دین اسلام اور مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں انہیں کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی پہچان چھپانے یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال سے روکنے کے لئے موجودہ قانون میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرے۔ حکومت تمام شہریوں کے درست کوائف کو یقینی بنائے تاکہ کسی بھی شہری کے لئے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ ہو سکے۔ نادرا میں قادیانیوں، مرزائیوں کی درج تعداد اور

مردم شماری کے اعداد و شمار میں نمایاں فرق کی تحقیقات کی جائیں۔ ریاست مسلم امہ کے حقوق، جذبات اور مذہبی عقائد کی حفاظت کرے اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ پارلیمنٹ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ یقینی بنائے۔ پانچ صفحات پر مشتمل مختصر تحریری فیصلے میں کہا گیا ہے کہ دین اسلام اور آئین پاکستان مذہبی آزادی سمیت اقلیتوں (غیر مسلموں) کے تمام بنیادی حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ان کی جان، مال، جائیداد اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور بطور شہری ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔

آئین کی شق نمبر۵ کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین وقانون کا پابند ہو۔ یہ فریضہ ان افراد پر بھی لازم ہے جو پاکستان کے شہری نہیں لیکن یہاں موجود ہیں۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ ریاست پاکستان کے ہر شہری کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست اور صحیح کوائف کے ساتھ کرائے۔ کسی مسلم کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلم میں چھپائے۔ بعینہٖ کسی غیر مسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو مسلم ظاہر کر کے اپنی پہچان اور شناخت کو چھپائے۔ ایسا کرنے والا ہر شہری ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوتا ہے جو کہ آئین کو پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زمرے میں آتا ہے۔ فیصلے کے مطابق آئین پاکستان کی شق نمبر۲۶۰ ذیلی شق ۳(اے) اور (بی) میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف موجود ہے جسے اجماع قوم کی حیثیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے اس واضح معیار کے مطابق ضروری قانون سازی نہیں کی جاسکی۔ جس کے نتیجے میں غیر مسلم اقلیت اپنی اصل شناخت چھپا کر اور ریاست کو دھوکہ دیتے ہوئے خود کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتی ہے جس سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں بلکہ انتہائی اہم آئینی تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہو جاتی ہے۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا یہ بیانیہ کہ سول سروس کے کسی بھی افسر کی اس حوالے سے شناخت موجود نہیں، ایک المیہ ہے جو کہ آئین پاکستان کی روح اور تقاضوں کے منافی ہے۔

پاکستان میں بسنے والی بیشتر اقلیتیں اپنے ناموں اور شناخت کے حوالے سے جداگانہ پہچان رکھتی ہیں۔ لیکن ہمارے آئین کی رو سے قرار دی گئی ایک اقلیت اپنے ناموں اور عمومی پہچان کے حوالے سے بظاہر مختلف تشخص نہیں رکھتی۔ اسی لئے ایک سنگین آئینی مسئلہ جنم لیتا ہے اور وہ با آسانی اپنے ناموں کی وجہ سے اپنے عقیدہ کو مخفی رکھ کر مسلم اکثریت میں شامل ہو جاتے ہیں اور اعلیٰ اور حساس مناصب تک رسائی حاصل کر کے ریاست سے فوائد سمیٹتے رہتے ہیں۔ اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے اساتذہ کا مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دیا جائے۔ اس صورتحال کا تدارک اس لئے ضروری ہے کہ بعض آئینی عہدوں پر کسی غیر مسلم کی

تقرری یا انتخاب ہمارے دستور کے خلاف ہے۔ چونکہ پارلیمنٹ کی رکنیت سمیت اکثر محکموں کے لئے اقلیتوں کا خصوصی کوٹہ بھی مقرر ہے۔ اس لئے جب کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والا شخص اپنا اصل مذہب اور عقیدہ چھپا کر خود کو فریب کاری کے ذریعے مسلم اکثریت کا جزو ظاہر کرتا ہے تو دراصل وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے الفاظ اور روح کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس خلاف ورزی کو روکنے کے لئے ریاست کو ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

فیصلے میں مزید کہا گیا ہے کہ ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے اور اس اساس کی حفاظت اور نگہبانی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پارلیمنٹ انتہائی معتبر ادارہ ہونے اور ملک پاکستان کے عوام کی ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس اساس کی پاسبان ہے۔ اس ضمن میں پارلیمان سے بھرپور بیداری اور حساسیت کی توقع رکھنا مسلم اکثریت کا حق ہے۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے ساتھ پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہئے جن کے ذریعے اس عقیدے پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سدباب ہوسکے۔ ''نبی مہربان ختم المرسلین ہیں اور ان کے بعد کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، خائن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے'' کو آئین کے اعلامیہ کے طور پر بھی پڑھا جانا چاہئے۔ پارلیمان اس معاملہ پر غور کرنے کی مجاز ہے۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ یہ امر خوش آئند ہے کہ قانونی سقم سامنے آتے اور غلطی کا احساس ہوتے ہی پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معاملے پر بھرپور حساسیت کا مظاہرہ کیا اور متذکرہ قانون کو بادی النظر میں آئینی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔ ایسے معاملات اسی حساسیت اور یکجہتی کا تقاضا کرتے ہیں۔ سینیٹر راجہ ظفر الحق نے ایک منجھے ہوئے قانون دان اور تجربہ کار پارلیمنٹرین کی حیثیت سے اپنی سربراہی میں قائم کمیٹی کی جانب سے انتہائی جامعیت، دیانتداری اور دانشمندی کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے منفی تاثرات کو زائل کیا۔ اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور یا اجتناب کرے۔

فیصلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریاست کے لئے لازم ہے کہ سواد اعظم کے حقوق، احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور ریاست کے آئین کے ذریعے قرار دیئے گئے ریاست کے مذہب اسلام کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے۔ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو انتشار سے بچانا اور آئینی تقاضوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت رکھنے والی تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے جو پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے انہیں حاصل ہیں۔ فاضل عدالت نے مولانا اللہ وسایا کی درخواست منظور کرتے ہوئے مذکورہ احکامات جاری کئے ہیں۔''

(روزنامہ جنگ ملتان، مورخہ ۱۰ مارچ ۲۰۱۸ء)

جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا فیصلہ اور جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ

اوریا مقبول جان

جنوبی افریقہ کے خوبصورت ساحلی شہر کیپ ٹاؤن میں مسلم جوڈیشل کونسل کے دفتر میں مجھے دو حیرتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی حیرت یہ کہ ایک سیکولر ملک جس میں ہماری طرح برطانوی سامراج حکومت کرتا رہا ہو، جس کے تمام قوانین اور جوڈیشل سسٹم بھی ہماری طرح برطانوی اینگلوسیکسن قانون پر مرتب کیا گیا ہو۔ جس کی عدالتوں میں ہماری طرح ہی بیرسٹر اور ایڈووکیٹ پیش ہوتے ہوں۔ اس ملک میں مسلمانوں کے قانون کی ملکی سطح پر نمائندہ اور اسلامی قوانین اور طرز زندگی کی محافظ ''مسلم جوڈیشل کونسل'' میں کہیں بیرسٹر، ایڈووکیٹ یا مغربی قانون کا تعلیم یافتہ نظر نہ آئے۔

بلکہ ایک شاندار عمارت میں علمائے کرام، اسلامی قوانین کے شارح، محافظ کے طور پر موجود تھے۔ وہاں مجھے کوئی ''کالے کوٹ والا'' نظر نہیں آیا کہ قانون کو سمجھنے اور عدالت میں لڑائی لڑنے کے لئے ماہرین اینگلوسیکسن کو قانون کی ضرورت ہوگی۔ گفتگو اور مکالمے نے ذہن میں پیدا ہونے والی اس الجھن کو دور کردیا کیونکہ مسلم جوڈیشل کونسل کے ممبران اسلامی شریعہ کے ساتھ ساتھ اینگلوسیکسن قانون پر بھی یکساں عبور رکھتے تھے۔ لیکن دوسری حیرت تو وہ تھی جسے پاکستان کے جدید سیکولر اور لبرل حلقے میں بیان کرو، پہلے تو وہ یقین نہ کریں، لیکن اگر کرلیں تو جس طرح آج ان سب کی توپوں کا رخ صاحب ایمان واستقامت وہی جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کی جانب ہے۔

ویسے ہی وہ جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے ان پانچ ججوں ہوکسٹر (Hoexter) سمال برجز (BergeSmalz)، سٹین (Steyn)، مرائس (Marais) اور شٹز (Shutz) کو تنقید کا نشانہ بناتے، انہیں مذہبی اور دقیانوسی ثابت کرتے اور ویسے ہی کرتے جیسے جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کے تازہ فیصلے سے اس بحث کا آغاز کردیا گیا ہے کہ اس سے اقلیت کے خلاف نفرت اور اذیت رسائی میں اضافہ ہوگا۔

مسلم جوڈیشل کونسل نے جب میرے سامنے جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کے ۲۶؍ستمبر ۱۹۹۵ء کو سنائے جانے والے فیصلے کا حوالہ دیا جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا تھا تو میرے جیسے شخص کے لئے جس کی بنیادی تعلیم قانون اور وہ بھی اینگلوسیکسن قانون ہے، اس کے لئے بھی سپریم کورٹ کی سطح پر اس طرح کے سوال کو زیر بحث لانا کہ کون مسلمان اور کون نہیں ہے، ایک چونکا دینے والی حقیقت تھی، لیکن ۱۲۹

صفحات پر مشتمل یہ فیصلہ تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کرتا ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد کی تعلیمات اور اس کے تمام زندگی میں کیئے گئے دعوؤں کا اس میں ذکر ہے۔ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں میں فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ جامعۃ الازہر اور دیگر اسلامی اداروں کے فتاویٰ اس میں دیئے گئے ہیں۔ فیصلے میں جنوبی افریقہ میں قادیانی مسلمان تنازع کی تاریخ کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ تنازع ۱۹۶۰ء میں اس احتجاج سے شروع ہوا جو مسلمانوں نے قادیانیوں کے اس پمفلٹ کے خلاف شروع کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی نبوت کو ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس پر مسلم جوڈیشل کونسل نے معاملہ الازہر یونیورسٹی کے علماء کے پاس بھیجا جنہوں نے قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا۔

یہ فتویٰ ۱۹۶۵ء میں موصول ہوا اور ۲ر مئی ۱۹۶۵ء کو مسلم جوڈیشل کونسل جنوبی افریقہ نے مسلمانوں کے لئے کئی ایک قوانین منظور کیے جن میں احمدیوں، قادیانیوں اور بہائیوں اور ان سے ہمدردی رکھنے والوں (Sympathiser) کو مرتد قرار دیا گیا۔ ان کا داخلہ مسلم مساجد میں منع کر دیا گیا۔ ان کے نکاح اور جنازوں کو مساجد میں ادا کرنے سے روک دیا گیا۔ چونکہ بہت سے قادیانی مسلمانوں کے بھیس میں چھپ کر ان مساجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس لئے یہ مسئلہ انتہائی اہم تھا کہ کون مسلمان کہلانے کا حقدار ہے اور کون نہیں ہے۔

یہ معاملہ اصلی اور جعلی "Counterfeit" کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں کیپ ٹاؤن میں موجود ان اصلی اور نقلی گروہوں کی تعداد بھی لکھی ہے۔ عدالت کے مطابق ۸۰ء کی دہائی میں مغربی کیپ میں سنی مسلمانوں کی تعداد دو لاکھ ساٹھ ہزار تھی جب کہ لاہوری مرزائی صرف ۲۰۰ جب کہ قادیانی اس سے بھی کم تھے۔ فیصلے میں مسلمان عقائد کے بارے میں تفصیلی بحث ہے اور مؤقف کو درست تسلیم کیا گیا ہے کہ قادیانی اپنے مرکز کا نام مسجد نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی وہ علامتیں استعمال کر سکتے ہیں جو مسلمانوں یا اسلام کے لئے مخصوص ہیں۔

جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں مسلم جوڈیشل کونسل کے ممبران کے درمیان بیٹھا اس فیصلے کی ورق گردانی کرتے ہوئے میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس ملک میں تو صرف اصلی اور نقلی کے درمیان فرق کو واضح کرنا تھا تا کہ ایک جعلی شخص خود کو مسلمانوں کا نمائندہ ظاہر نہ کر سکے۔ قانون کی زبان میں اسے "Misrepresentation" یعنی دھوکہ دہی یا فراڈ کہا جاتا ہے جو ایک جرم ہے اور اس عقیدے کے جرم کی وضاحت کے لئے سپریم کورٹ کے پانچ ممبر بنچ نے ۱۶۹ صفحات پر مشتمل فیصلہ لکھا۔

جب کہ میرے ملک میں تو یہ آئین پاکستان سے غداری کا مسئلہ ہے۔ ایک شخص پاکستان کے

آئین سے انکاری نہیں بلکہ اس آئین کی توہین کرتا ہے جب آئین اسے یہ حق نہیں دیتا کہ وہ فلاں گروہ کا حصہ کہلائے۔ لیکن وہ غلط بیانی، فراڈ اور دھوکہ سے اس کا حصہ رہتا ہے اور پھر جب اس ملک کو بدنام کرنے کے لئے اسے چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں سیاسی پناہ لیتا ہے تو اپنے پاسپورٹ پر مذہب قادیانیت لکھوالیتا ہے۔ پوری دنیا کے مغربی ممالک میں ان قادیانیوں نے یہ تاثر دیا ہوا ہے کہ ہم شاید پاکستان کی سب سے زیادہ معتوب کمیونٹی ہیں اس سے زیادہ حقائق کا مذاق نہیں اڑایا جاسکتا۔ بلوچستان میں گزشتہ سالوں میں جتنے پنجابی مارے گئے یا پھر کراچی میں ۱۹۸۶ء سے لے کر آج تک جتنے پٹھان، سندھی، اردو بولنے والے مارے گئے ان کی تعداد شاید قادیانیوں کے کل ماننے والوں سے بھی زیادہ ہو۔ لیکن چونکہ یہ لڑائیاں مذہب کی بنیاد پر نہیں ہیں بلکہ رنگ اور نسل کی بنیاد پر ہیں اس لئے مغربی دنیا میں اس پر شور نہیں اٹھتا۔

اوسلو کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے اپنے لٹریچر کا ایک سٹال لگایا ہوا تھا۔ ایک گورا وہاں وہ لٹریچر تقسیم کر رہا تھا۔ میں نے اپنا اور اپنے ملک کا تعارف کروایا تو اس نے کہا کہ وہ وہاں قادیانیوں سے بہت امتیازی برتاؤ ہوتا ہے انہیں خود کو سنی مسلمان کہہ کر نوکریاں کرنا پڑتی ہیں۔ یہ چند سال پہلے کی بات ہے، میں سول سروس میں تھا، میں نے اسے اپنا سرکاری نیلا پاسپورٹ دکھایا اور کہا کہ میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں۔ میں نے نوکری کا زیادہ عرصہ بلوچستان میں گزارا ہے۔ وہاں ۱۹۸۸ء سے اب تک اکثریتی پارٹی جمعیت العلمائے اسلام ہے جس کا بانی مولانا مفتی محمود ؒ تھا۔ وہ انہیں آئینی ترمیم کے حوالے سے جانتا تھا۔ میں نے بتایا کہ بلوچستان کی سول سروس میں دو قادیانی تھے جو واضح اعلان کرتے تھے کہ ہم قادیانی ہیں۔ ان میں سے ایک مبشر احمد ظفر ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں سبی میں کمشنر تھا اور میں اس کے ماتحت ڈپٹی کمشنر تھا۔ جمعیت العلمائے اسلام جیسی کٹر مذہبی پارٹی برسراقتدار ہو اور میرے جیسا کٹر مذہبی شخص اس کا ماتحت ہو۔ کیا آپ کو یقین آتا ہے؟ اسے بات پر یقین آنے لگا تو وہاں موجود دو پاکستانی قادیانیوں نے بحث کو دشنام اور گالی گلوچ میں بدلنے کی کوشش کی۔ اس لئے کہ اس حقیقت سے وہ انکار نہیں کر سکتے تھے۔

بات ختم ہوگئی۔ میں واپس آگیا۔ لیکن میرے ملک کی عزت نیلام کرنے والے وہاں موجود ہیں۔ دنیا کا قانون ایک اصلی اور جعلی گھڑی، ٹیلی ویژن اور ایئرکنڈیشنر میں تمیز کرتا ہے تاکہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں اور اصل برانڈ کی چیز خریدیں۔ وہ کسی دوسرے کو اس برانڈ کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ وہاں وہ عقائد کی دھوکہ دہی پر گرفت نہ کرے، ایسا تو جنوبی افریقہ کی سیکولر لبرل اینگلو سیکسن عدالت نے بھی نہیں ہونے دیا۔ وہ تو صرف دھوکہ دہی کا مقدمہ تھا۔ یہاں تو آئین سے غداری کا معاملہ ہے۔ بشکریہ روزنامہ ۹۲

(روزنامہ جنگ مورخہ ۲۱ر مارچ ۲۰۱۸ء)

ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد کے کامیاب انعقاد پر علماء اور کارکنان کے اعزاز میں عشائیہ

ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد کے کامیاب انعقاد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے علماء اور کارکنان کے اعزاز میں مدرسہ دارالعلوم مدنیہ، رسول پارک، جامع مسجد امن باغبانپورہ، جامع مسجد عزیز رشید گلشن راوی، جامع مسجد مدنی اقبال ٹاؤن لاہور میں استقبالیہ اور عشائیہ دیا، جسکے مہمانانِ خصوصی شیخ الحدیث مولانا محب النبی اور بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سید عبدالخبیر آزاد تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری علیم الدین شاکر، سید عبدالبصیر آزاد، حافظ محمد اشرف گجر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا محمد غازی، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا قاری ظہور الحق، مولانا ظہیر احمد، مولانا عبدالشکور یوسف، مولانا عبیدالرحمٰن معاویہ، مولانا مسعود احمد، مولانا عزیز الرحمٰن گلشن راوی، محمد یاسین فاروقی کونسلر، قاری معاویہ محمود مکی، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا محمد میاں، مولانا محمد یعقوب فیض، پیر زبیر جمیل، مولانا سعید وقار، قاری فضل الرحمٰن، حاجی محمد شفیق، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالرحمٰن، قاضی عبدالودود، مولانا وسیم اللہ، بھائی محمد ابراہیم، محمد عمران، مولانا محمد عمر یونس سمیت کئی علماء اور کارکنان نے شرکت کی۔ مولانا عبدالخبیر آزاد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کانفرنس کی کامیابی محض اللہ کے کرم اور فضل سے ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے ہماری لاج رکھ لی اتنی بڑی کانفرنس کا انعقاد تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے سنگ میل ثابت ہوگی ختم نبوت اسلام مرکزی اور اتفاقی عقیدہ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ تمام اہل اسلام کی مشترکہ ذمہ داری ہے، عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے امت مسلمہ نے ہمیشہ اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ کشمیر میں انسانیت کے قتل عام پر یو این او، سلامتی کونسل، انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں و دیگر عالمی اداروں کی خاموشی انتہائی مجرمانہ فعل ہے۔ بھارت اپنے تمام تر مظالم کے باوجود کشمیریوں کے جذبہ آزادی کو ہرگز دبا نہیں سکتا۔ ایک لاکھ شہداءِ کشمیر کے خون سے مقبوضہ کشمیر میں آزادی کا سورج جلد طلوع ہوگا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ امریکی، بھارتی اور اسرائیلی مظالم امن کے خطرہ ہیں اقوام متحدہ سانحہ قندوز کا سختی سے نوٹس لے، عالمی برادری اپنے دوہرے معیار پر نظر ثانی کرے۔ علماء کرام نے کہا کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف ہر سازش کا مقابلہ کیا جائے گا۔ ناموس رسالت کا قانون تمام انبیاء کرام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کا دربان اور چوکیدار ہے، آئین کی دفعہ 295-C تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کیخلاف کوئی بات برداشت نہیں کریں گے۔ علماء نے کہا کہ ناموس رسالت قانون کیخلاف یہودی و قادیانی لابی سازشوں میں مصروف عمل ہے، ماضی میں بھی ایسی ناپاک کوشش کی گئی لیکن ان طاغوتی قوتوں کا تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کی حفاظت کی۔ اسلامیان پاکستان ناموس رسالت ایکٹ کیخلاف کوئی بھی سازش ہرگز برداشت نہیں کرینگے۔ اس موقع پر مولانا سید عبدالخبیر آزاد نے ملک کی سلامتی، کشمیری اور فلسطینی مظلوم مسلمانوں کے لیے اور قندوز میں شہید ہونیوالے معصوم طلباء کی بلندی درجات کے لیے خصوصی دعا کروائی۔

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب کا تین روزہ دورہ کوھاٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب 23 مارچ 2018 کو تین روزہ دورے پر کوھاٹ تشریف لائے اس دورے کے دوران انہوں نے مختلف پروگرامات میں عوام الناس، علماء کرام، طلباء کرام، کارکنان ختم نبوت سے خطاب فرمایا۔ جس میں 23 مارچ کو خطبہ جمعہ جامع مسجد صدیقیہ خٹک کالونی میں خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ کوئی آدمی بھی صرف کلمہ طیبہ کے اقرار سے مسلمان نہیں بن سکتا جب تک حضورﷺ کے آخری نبی ورسول ہونے کا اقرار نہ کرے۔ نماز جمعہ کے بعد کوھاٹ کی مشہور مذہبی شخصیت ومہتمم مدرسہ انوار القرآن خٹک کالونی، حضرت مولانا محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے فرزند حضرت مفتی محمد یحییٰ صاحب اور کوھاٹ کے معروف مبلغ حضرت مولانا محمد عظیم صاحب سے ملاقات ہوئی۔

دوسرا پروگرام اسی روز بعد از نماز عصر جامع مسجد غلہ منڈی کوھاٹ شہر میں منعقد ہوا۔ جس میں ضلع بھر کے ختم نبوت کے کارکنان نے شرکت کی۔ اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا تفصیلی خطاب ہوا بعد از نماز عشاء گارڈن کالونی میں درس قرآن کے عنوان پر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ خطیب جامع مسجد گارڈن کالونی حضرت مولانا محمد عمران صاحب بھی موجود رہے۔

اگلے روز 24 مارچ کو مولانا نے اقراء تربیت الاطفال میں جلسہ دستار بندی سے خطاب کیا۔ اور کامل الحفظ طلباء کی دستار بندی کی۔ 24 مارچ کو بعد از نماز ظہر جامعہ انوار الصحابہ عیدگاہ جنگل خیل میں طلباء کنونشن کے عنوان پر دینی وعصری طلباء کا اجتماع ہوا۔ جس میں طلباء نے بھرپور شرکت کی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے طلباء کرام کو چناب نگر میں ''ختم نبوت کورس'' میں شرکت کی دعوت دی۔

24 مارچ کو بعد از نماز مغرب مدنی جامع مسجد K.D.A کوھاٹ میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کوھاٹ کی اس پوش بستی کے باسیوں نے بھرپور شرکت کی۔ علاقے کی تمام مساجد کے علماء وائمہ کرام نے اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے انتھک محنت کی۔ اس کانفرنس کی صدارت ضلعی سرپرست شیخ الحدیث حافظ عطاء المنان صاحب نے فرمائی۔ اور اپنے افتتاحی بیان میں فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی جماعت ہے اور یہ حضورﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کی جنگ لڑ رہی ہے۔ لہذا ہم اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لے ہر حکم کے پابند ہیں۔ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں حکمرانوں سے شکوہ کیا کہ جن لوگوں نے ملک کو لعنتی سرزمین کہا، ایٹمی راز فاش کیے، ملک وقوم سے غداریاں کیں۔ ان بدبختوں کے نام پر یونیورسٹی کے شعبہ جات کے نام رکھے جاتے ہیں۔ جو کہ ملک اور مسلمانان پاکستان کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ کانفرنس سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوھاٹ، شیخ الحدیث حافظ عطاء المنان صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس تحصیل لاچی (کوھاٹ)

25 مارچ 2018 کو تحصیل لاچی کی سطح پر ایک عظیم الشان، فقید المثال ''ختم نبوت کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی تیاری پورا ایک مہینہ پہلے سے شروع کی گئی تھی۔ اور پوری تحصیل کی ہر چھوٹی اور جامع مسجد اور عوامی مقامات پر لوگوں کو عقیدہ ختم نبوت کا درس دیا اور سمجھایا گیا۔ کانفرنس والے دن صبح ہی سے لوگوں کا آنا شروع ہوا۔ ظہر کے وقت تک پنڈال بھر گیا تھا۔ کانفرنس کا آغاز قاری عبید اللہ انور رحیمی کی تلاوت سے ہوا۔ حافظ واصف نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مفتی ابرار سلطان (سابقہ ایم این اے) نے افتتاحی بیان میں شرکاء اور اکابر کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ مہمان خصوصی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے اپنے خطاب میں قادیانیت کی خوب خبر لی۔ اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچنے کی ترغیب دی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے اس بات پر زور دیا کہ سامراج اور عالمی کافر قوتیں مملکت خداداد پاکستان میں توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لہذا مسلمانان پاکستان سامراجی قوتوں کے ان مذموم مقاصد کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے جواب میں پورے پنڈال میں موجود سامعین نے کھڑے ہو کر لبیک لبیک اللھم لبیک کے فلک شگاف نعروں سے وعدہ کیا کہ ہم اس قانون کو غیر فعال اور ختم کرنے کے خلاف قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر حکم پر ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہوں گے۔

اس کانفرنس کے آخری مقرر حضرت مولانا قاری اکرام الحق صاحب ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان تھے۔ انہوں نے اپنی علاقائی زبان پشتو میں ختم نبوت کے عقیدے پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور اپنے مخصوص وجذباتی انداز میں بدنام زمانہ مشال کیس پر سیر حاصل خطاب کیا۔ اور مشال کے توہین آمیز نظریات سے سامعین کو آگاہ کیا۔ اور حکومت وقت پر زور دیا کہ توہین رسالت کے مجرموں کو اگر قانون کے مطابق سزا یعنی سزائے موت نہیں دی جاتی، تو پھر مشال قتل کیس کی طرح کے واقعات رونما ہوا کریں گے۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ جناب حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کی۔ اور انہی کی دعا سے یہ فقید المثال کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمد للہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک ...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 60 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 8 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 0038-01034640 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد	راولپنڈی	سیالکوٹ	گوجرانوالہ	لاہور	سرگودھا	چناب نگر	جھنگ	خانیوال	چیچہ وطنی	بہاولنگر
0334-5082180	0334-5263503	0300-7442857	4215663 4294656	35441166 0300-4304277	3710474	6212611	0307-3780833	0301-7819466	0300-7832358	0333-6309355
بہاولپور	میرپورخاص	رحیم یار خان	سکھر	اوکاڑہ قصور	فیصل آباد	حیدرآباد	شیخوپورہ	کوئٹہ	گجرات	کراچی
0300-6851586	0333-3501864	0301-7659790	5625463	0300-6950984	0301-7224794	3869948	0301-6361561	2841995	0300-8032577	32780337